بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

اور ہو جاوے تم میں سے ایک گروہ جو نیکی کی طرف بلاوے اور بھلائی کا حکم کرے اور بدی سے منع کرے اور ایسے لوگ ہی مصلح ہیں

رسالہ تشحیذ الاذہان

جلد (۱)

ایڈیٹر صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

نمبر (۳)

فہرست مضامین

باہتمام منیجر رسالہ تشحیذ الاذہان یکم ستمبر ۱۹۰۶ء کو قادیان دار الامان سے شائع ہوا۔

ضروری اطلاع

یہ اطلاع ایک اشد ضرورت کیوقت دیجاتی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ کچھ مدت سے زکوٰۃ کا روپیہ قادیاں دارالاماں میں ایک الگ فنڈ کے طور پر جمع ہوتا ہے۔ جس کے ساتھ بعض اُن غریب طلبا کی مدد کیجاتی ہے جو کالجوں اور مدرسہ تعلیم الاسلام میں تعلیم پاتے ہیں اور بعض وقت ابن السبیل کو راہ خرچ دیا جاتا ہے، اور بعض غربا بیکسوں کا کفن دفن کیا جاتا ہے۔ یہ تمام اخراجات زکوٰۃ فنڈ سے دیئے جاتے تھے۔ مگر اسوقت فنڈ میں روپیہ ختم ہو گیا ہے۔ جس سے ان تمام اخراجات کے وقت سخت مشکل ہوتی ہے۔ اس لئے ہر ایک صاحب کو چاہیئے۔ کہ زکوٰۃ کا جتنا روپیہ ہو وہ حضرت مولوی نورالدین صاحب (امین زکوٰۃ فنڈ) کے نام زکوٰۃ کا روپیہ بھیجا کریں۔ منیجر۔

معذرت

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب حقیقۃ الوحی بڑے زور شور سے چھپ رہی ہے۔ جسکی وجہ سے پریس اور کاپی نویس خالی نہیں ہیں۔ اسلئے رسالہ میں کسیقدر توقف ہوا۔ اور جلدی کیوجہ سے اسمیں بعض نقص رہ گئے ہیں۔ امید ہے کہ ناظرین معاف فرمائیں گے۔ والسلام۔ منیجر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مسیح موعودؑ

الحمد للہ الذی ارسل رسولہ بالھدای و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ والصلوٰۃ والسلام علی محمدؐ خاتم النبیین وعلی اٰلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یاارحم الراحمین۔ جب اس دنیا میں ہر طرح سے فسق و فجور کو راہ مل جاتا ہے۔ اور مخلوق ناگفتہ بہ کارروائیاں کرنی شروع کر دیتی ہے۔ چوری غیبت جھوٹ۔ زنا۔ رشوت ستانی غرضیکہ کل بدکاریوں کو شیر مادر خیال کر لیا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا خوف اور اسکی ہستی پر ایمان اور فرشتوں اور حشر نشر پر اعتقاد لوگوں کے دلوں سے اٹھ جاتا ہے۔ تو خدائے وحدہٗ لاشریک اپنی لاتبدیل سنت کے موافق۔ اپنی طرف سے کسی بندہ کو مبعوث فرما کر دنیا میں بھیجتا ہے اور اس ضلالت اور گمراہی کو دور فرماتا ہے۔ جیساکہ اُس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کیا۔ جبکہ انکی بعثت سے پہلے دنیا میں ظھر الفساد فی البر والبحر کا نقشہ نظر آرہا تھا عیسائیوں نے ایک انسان ضعیف کو جو نو ماہ تک ایک عورت کے رحم میں خون حیض کو جس کے لگ جانے سے کپڑا ناپاک و پلید ہو جاتا ہے کھاتا رہا۔ خدائے پیدا کنندہ زمین و آسمان کا فرزند بنایا ہوا تھا۔ اور آریہ دیش میں جہاں وید کا دور دورہ تھا تینتیس کروڑ خدا تجویز کئے گئے تھے۔ اور عرب میں خدا کی جگہ لات منات وغیرہ نے لے رکھی تھی۔ اور فارس میں آتش پرستی رائج تھی۔ غرضیکہ تمام جہان شرک و بت پرستی میں غرق اور قسم قسم کی بدکاریوں میں مبتلا تھا۔ اسوقت اللہ تعالیٰ نے عرب میں جو بت پرستی کا مرکز ہو رہا تھا اپنے ایک بندہ کو کھڑا کیا اور اس کی ذریعہ سے

نور وحدانیت کو چار دانگ عالم میں پھیلا دیا۔ عرب میں نہیں بلکہ تمام جہان میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک لا الہ الا اللہ کا نعرہ بلند کرایا۔ وہ شرک و بدعت جو نبی کریم کے زمانہ میں دنیا سے اُٹھ گئے تھے اُنکی پیشگوئی کے مطابق چوتھی صدی سے پھر پھیلنے شروع ہوئے۔ اور اس زمانہ میں جبکہ دجالیت کمال کو پہونچ گئی ہے اور خدا تعالیٰ کے کلام کو ہنسی اور مذاق کا نشانہ ٹھہرایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندہ کو اپنی نصرت اور مدد سے مالا مال کرکے مبعوث فرمایا ہے تاکہ وہ اسکی ہستی کا زندہ نمونہ ٹھہرے اور بے باک لن ترانیاں مارنیوالوں پر حجت قائم ہو۔

چونکہ ہمیشہ سے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی سنت چلی آئی ہے کہ اگر کسی آئندہ زمانہ میں اس نے اپنا بندہ بھیجنا ہوتا ہے۔ تو وہ اپنے پہلے رسولوں کے مونہہ سے اسکی بعثت سے مدت دراز پہلے پیشگوئی کرا دیتا ہے۔ اور یہ اسکی ہمپر نہایت شفقت اور مہربانی ہے۔ لیکن سعید الفطرت انسان اس سے فائدہ اٹھاتا ہے اور شقی اسوجہ سے کہ شقاوت اور نور میں سخت دشمنی ہے اور بھی طرح طرح کے شبہات میں پڑ جاتا ہے تاکہ سعید اسوقت فائدہ اٹھا دیں اور شقی اپنی ضلالت میں اور بھی بڑھیں۔ اور انکی شقاوت کیوجہ سے اس نبی معصوم کے پوشیدہ جوہر اور قابلیتیں عام لوگوں پر اور بھی کھلے طور سے ظاہر ہو جاتی ہیں سو اس سنت کے موافق اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کی بابت بھی پیشگوئیاں کرائی ہیں جو ہم اسلام عیسائیت اور سناتن دھرم سے علیحدہ علیحدہ مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر دکھلاتے ہیں۔ سب سے پہلے ہم اسلام کو لیتے ہیں جو کہ آج ایک ہی زندہ مذہب ہے اور جس کے پیرو ثابت کر سکتے ہیں کہ سچا مذہب صرف ہمارا ہی ہے اور کوئی دوسرا مذہب خواہ ویدک ہو یا انجیلی اس سے لگا نہیں کھا سکتا ہے کیونکہ یہ سب مذاہب مردہ ہیں کہ انمیں وحی الٰہی جو خدا کی ہستی کا ایک پکا اور سچا ثبوت ہے بالکل مفقود ہے اور ان کا خدا بہرہ اور گونگا ہے۔ اگر کوئی اس بات کا انکار کرتا ہے تو وہ میدان میں آوے اور ثابت کرے۔

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ ہمارے نبی کریم فداہ ابی و امی کو مثیل موسےٰ قرار دیتا ہے اور اس سلسلہ محمدیہ کو سلسلہ موسویہ کا مثیل فرماتا ہے۔ کیونکہ وہ فرماتا ہے انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا (یعنی خداوند مکہ والوں کو مخاطب کرتا ہے۔ کہ ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے جیسا کہ ہم نے فرعون کیطرف بھیجا تھا۔ اور ایک اور موقع پر سورہ نور میں یوں ارشاد ہے۔ وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصّٰلحٰت

لیستخلفنّھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ۔ یعنی اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ تم میں سے جو مومن اور اعمال صالحہ کرنیوالے ہیں میں اُنہیں زمین میں خلیفہ بناؤنگا ۔ جیسا کہ میں نے اُن سے پہلوں کو بنایا ۔

سو واضح ہو کہ آیت اول میں تو اللہ تعالیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسےٰ ٹھہراتا ہے اور دوسری آیت میں سلسلہ محمدی کو سلسلہ موسوی سے نسبت دیتا ہے اور خود مولویصاحبان اس بات کو مانتے ہیں اگر ایک چیز کا شروع دوسری چیز کے شروع سے مشابہ ہو اور اس کا درمیانی حصہ دوسری چیز کے درمیانی حصہ کے مشابہ ہو تو ضروری اور لازمی امر ہے کہ مشابہت تامہ پیدا کرنے کے لئے اُس کا اخیر دوسرے کے اخیر کے مشابہ ہو پس اسیطرح سلسلہ محمدی کا شروع سلسلہ موسوی کے شروع سے مشابہ ہے اور دونوں کا درمیانی حصہ بھی مشابہ ہے جسکی طرف یہ حدیث بھی اشارہ کرتی ہے جسمیں رسول کریم نے فرمایا ہے کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ۔ یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں جیسے ہوں گے پس اس کا آخیر بھی اُس کے اخیر سے مشابہ ہونا چاہئے یعنی جیساکہ حضرت موسےٰ سے چودہ سو برس بعد حضرت عیسےٰ تشریف لائے اسیطرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے چودہ سو برس بعد حضرت عیسیٰ کا کوئی مثیل آنا چاہئے ۔ اور اسوقت وہ آ بھی گیا ہے جسکی آنکھیں ہوں وہ دیکھے اور جس کے کان ہیں سُنے ۔ جو ایسا نہیں کرتے ۔ سو وہ یاد رکھیں کہ ان کو ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ کا مزا چکھنا ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ جس قوت کو مناسب موقع پر استعمال نہ کیا جاوے وہ بیکار اور نکمی ہو جاتی ہے جیساکہ بسا اوقات ہندو سادہوؤں کے بازو خشک لکڑی کی مانند سوکھے ہوئے دیکھے جاتے ہیں اور جیساکہ چالیس دن یا کچھ اس سے زیادہ مدت آنکھوں کو بند کرنیسے ان کا نور جاتا رہتا ہے ۔

حدیث شریف میں آیا ہے اذا نزل فیکم ابن مریم و امامکم منکم ۔ جس کے یہ معنے ہیں کہ اُسدن تمہارا کیا حال ہوگا کہ جب تم میں عیسیٰ بیٹا مریم کا اللہ کا رسول اتریگا اور وہ تمہیں میں سے تمہارا امام ہوگا ۔ اسمیں دو باتیں بہت غور کے قابل ہیں جنپر میں نے نشان لگا دیئے ہیں ۔ اول نزول ہے جس سے ایک عربی نہ جاننے والیکو دھوکا لگتا ہے سو خیال کر لینا چاہئے کہ نزل کے معنے بہت وسیع ہیں جب کوئی مسافت طے کر کے ایک جگہ قیام کرتا ہے

وہاں نزل کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ اونچی جگہ سے نیچے کو اترنے کے موقع پر بھی بولا جاتا ہے اور قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انزلنا الحدید۔ یعنی ہم نے ہی لوہا اُتارا ہے۔ جسطرح اُترتا ہے ناظرین بخوبی جانتے ہیں۔ اور دوسری بات امامکم منکم والی اسمیں رسول کریم ان تمام کے خیالات کا رد کرتے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ کوئی باہر سے مثلاً یہود یول وغیرہ سے ہمارا عیسےٰ آویگا بلکہ وہ فرماتے ہیں کہ وہ تمہارا امام ہوگا اور تمہیں میں سے ہوگا کہیں باہر سے نہیں آوے گا۔

اب اس تمام بحث سے معلوم ہوا کہ اسلام میں ایک رسول کے آنیکا وعدہ ہے اور وہ حضرت عیسےٰؑ جو یہودیوں میں آئے تھے اُن کا مثیل ہوگا۔ اور حدیثوں میں ایک مہدی کے آنیکی بھی بڑے شد و مد سے خبر دیگئی ہے۔ یہانتک کہ اُس کا مقام اور طرف سب کچھ بیان کیا گیا ہے اور پھر ایک حدیث میں رسول کریم نے فرمادیا کہ لا مہدی الا عیسیٰ کہ کوئی مہدی نہیں مگر عیسےٰ یعنی مہدی آخرالزمان ہی عیسےٰ ہوں گے اور یہ نہیں ہوگا کہ عیسےٰ کوئی اور ہو اور مہدی کوئی اور۔ اسیطرح حضرت مسیح کے دوبارہ دنیا میں تشریف لانے کی خبر انجیل میں بھی پائی جاتی ہے۔ چنانچہ انجیل متی باب ۲۴۔ آیت ۳۰ میں یوں لکھا ہے۔ "اُس وقت ابن مریم کا نشان آسمان پر دکھادیگا۔ اور اس وقت زمین کے سارے فرقے چھاتی پیٹینگے۔ اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گے"۔

سناتن دھرمی صاحبان کی کتاب بشری مدبھاگوت گیتا ترجمہ اردو صفحہ ۴۶۷ پر یوں درج ہے "تب پرمیشر دھرم کی رچھیا لیئے سنبل دلیش میں گور برہمن کے بڑے بلیلے ورچہ کے خاندان سے کلنکی اوتار ہوں گے اور اس کے بعد اس کے درشن سے لوگ پاپ اور گناہ کو ترک نیک کردار ہو جاویں گے۔

اب ہم تینوں مذہبوں سے ایک نبی کے آنے کی پیشگوئی ناظرین کے گوشگذار کر چکے ہیں اور پیشتر اس کے تینوں مذہبوں کے مقرر کردہ نشانات سنائیں ایک غلطی کو دور کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں جو مسلمانوں میں قلت تدبر سے رائج ہوگئی ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ حضرت عیسےٰ کو زندہ آسمان پر چڑھا مانتے ہیں۔ ان کا نہ قرآن موید نہ حدیث نہ اجماع نہ صحابہ نہ تاریخ۔ ناظرین پوچھیں گے اگر انمیں سے کوئی بھی

اس بات کا موید نہیں تو یہ غلطی کسطرح واقع ہوئی۔ ہم بتا دیتے ہیں کہ یہاں ہندوستان ہی میں
دیکھو کہ جو قومیں مسلمان ہوئی ہیں مثلاً راجپوت وغیرہ انمیں ابھی تک بعض ایسی رسمیں رائج ہیں
جن رسومات کی وہ تبدیلئے مذہب کے پہلے عامل تھے۔ اور باوجود کئی پشتیں گذرنیکے ابھی تک
انہوں نے اپنے بعض قدیم اعتقادات نہیں چھوڑے۔ اسیطرح اسلام میں جب یہ عیسائی
فوج در فوج داخل ہوئے تو یہ بعض اعتقاد اپنے ساتھ لائے اور آہستہ آہستہ وہ مسلمانوں میں پھیل گئے۔
قرآن شریف نے تو فلما توفیتنی کہکران کا کام تمام کر دیا۔ یعنے قیامت کے دن خدا تعالےٰ
حضرت عیسےٰ سے سوال کریگا کہ کیا تونے لوگوں کو کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو معبود بناؤ تو
حضرت عیسیٰ انکی جواب میں یہ فرماویں گے۔ تو تو پاک ہے میں کیونکر وہ بات کہوں جسکا مجھے حق نہیں
اگر میننے کہا ہوگا تو تحقیق تجھے معلوم ہوگا۔ تو جانتا ہے جو میرے دل میں ہے۔ اور میں نہیں جانتا
جو تیرے دل میں ہے۔ تحقیق تو پوشیدہ باتوں کو جاننے والا ہے۔ میں نے ان کو کچھ نہیں کہا مگر جسکا
تونے مجھے حکم دیا۔ یہ کہ عبادت کرو اللہ کی جو میرا رب ہے اور تمہارا رب ہے۔ میں ان سے خبر دار تھا
جبتک میں انمیں رہا جب مجھے تونے وفات دی تو تو ہی انپر نگہبان تھا۔ یہ حضرت عیسےٰؑ کا
جواب ہے۔ اے میرے دوستو! غور تو کرو کہ یہ جواب اس صورت میں کیونکر درست ہوسکتا ہے
جبکہ ہمارے مخالف مانتے ہیں کہ وہی حضرت عیسےٰ قیامت سے پہلے چالیس برس اگر زمین پر رہیں گے
اور سوروں کو قتل کریں گے۔ اور صلیبوں کو توڑیں گے۔ اگر خدا نخواستہ یہ عقیدہ صحیح مان لیا جائے
تو اس سے حضرت عیسےٰ کا قیامت کے دن خدا کے سامنے جھوٹ بولنا ثابت ہوتا ہے۔ ان کو
تو مندرجہ ذیل جواب دینا چاہئے تھا کہ اے خدا میں نے تو لوگوں کو نہیں کہا کہ مجھے اور میری ماں
کو معبود بناؤ۔ انہوں نے از خود ہی یہ عقیدہ گھڑ لیا تھا جب میں آسمان سے اتر کر دوبارہ دنیا
میں گیا اور مجھے معلوم ہوا کہ یہ گندہ عقیدہ میری قوم نے بنایا ہوا ہے تو میں نے ان کو مارا اور انکی صلیب
وغیرہ کو توڑا۔ اب آپ مجھ سے یہ سوال کیوں فرماتے ہیں۔ چونکہ وفات کا مضمون بجائے خود ایک بڑا
بھاری مضمون ہے اسجگہ میں اسپر مفصل نہیں لکھ سکتا۔ ہاں ایک دو باتیں بتائے بغیر بھی نہیں
رہسکتا۔ اور وہ یہ ہیں کہ مخالف لوگ فوراً ما قتلوہ وما صلبوہ والی آیت پیش کر کے
کہدیتے ہیں کہ تم تو پھر مانتے ہو صلیب دیئے گئے۔ سو واضح خاطر عاطر ہو کہ ہم ایسا ہرگز نہیں مانتے

ہاں ہم اصل واقعہ کو مانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کو یہودیوں نے دار پر لٹکایا۔ مگر دار پر لٹکانے سے مصلوب ہونا کہاں سے نکل آیا۔ دار پر لٹکانا تو مصلوب کرنیکا وسیلہ تھا جسمیں وہ ناکامیاب رہے۔ مثلاً کاغذ قلم دوات وغیرہ کا مہیا کر لینا اس بات پر دال نہیں ہے کہ ضرور لکھا بھی گیا بلکہ لکھا تو اسوقت جاویگا جبکہ ان سب چیزوں کو استعمال کر کے لکھ دیں گے۔ صلیب پر انہوں نے لٹکایا مگر وہ صلیب پر ان کو مار نہیں سکے جو واقعات سے ثابت ہے جن کا اس جگہ لکھنا باعث طوالت ہوگا۔ اور جو دوسری آیت وہ بسا اوقات پیش کیا کرتے ہیں اور وہ یہ ہے وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته اس آیت کی تفسیر کرنے میں علماء سلف و خلف کا اختلاف عظیم ہے کوئی موتہ کی ضمیر حضرت عیسیٰؑ کیطرف لگاتا ہے اور کوئی اہل کتاب کیطرف مگر جو بات اس کا صحیح فیصلہ کرتی ہے وہ اس آیت کی قرأۃ ثانی ہے چنانچہ تفسیر ابن جریر صفحہ ۱۲ میں یوں مرقوم ہے۔ کہ ابی ابن کعب کے لکھے ہوئے قرآن شریف میں جو انہوں نے خود رسول کریمؐ سے پڑھا تھا بجائے موته کے موتهم ہے جو اس بات پر صریح دلالت کرتی ہے کہ خواہ ہم قرآن شریف میں موته پڑھیں یا موتهم پڑھیں ضمیر اہل کتاب کیطرف پھیرنی چاہیئے جس صورت میں معنے یہ ہونگے کہ یہ اہل کتاب بھی عجیب قسم کے لوگ تھے۔ جو باوجود ان دلائل کے پھر بھی یہی مانے چلے جاتے ہیں کہ مسیح ابن مریم صلیب پر فوت ہو گئے۔ لیکن یہ باتیں اُنکی صرف موت ہی تک ہیں۔ موت کے بعد سب حقیقت کھل جائیگی + اگرچہ میں نے یہاں بہت سی باتوں کا ذکر کرنا تھا۔ مثلاً رسول کریم کا حضرت عیسیٰ کو شب معراج میں مردوں میں دیکھنا۔ رسول کریم کی وفات کے بعد صحابہ کا اجماع ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل پر ہونا۔ مرہم عیسیٰ کا ذکر طب میں ہونا۔ جو حضرت عیسیٰ کے صلیب والے زخموں کے لئے حواریوں نے طیار کی تھی۔ اس حدیث کا ہونا کہ ان عیسیٰ عاش عشرين ومائة سنة جو حضرت عائشہ سے مروی ہے اور المواهب اللدنيه مصنفہ قسطلانی کے صفحہ ۴۲ پر درج ہے۔ اور دوسری حدیث لو كان موسى وعيسى حيين [illegible] جس کے معنے ہیں اگر موسیٰ و عیسیٰ زندہ ہوتے تو میری اطاعت کرتے۔ ... وغیرہ وغیرہ۔ مگر بخوف طوالت مجبور ہوں۔

اب ہم وہ نشان بیان کرتے ہیں جو کہ کلام اللہ میں پائے جاتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ کلام اللہ میں

حضرت عیسیٰ کے دوبارہ آنیکا کوئی ذکر نہیں۔ سو ان صاحبان کو ذرا غور کرنے کے بعد صاف پتہ لگ جاوے گا۔ کہ عیسیٰ کا دوبارہ دنیا میں آنا کوئی چھوٹا اور معمولی مسئلہ نہیں ہے جس کا فیصلہ کئے بغیر خدا تعالیٰ چھوڑ دیتا۔ ہم کو احادیث سے پتہ لگتا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ کی آمد کے فلاں فلاں نشان ہیں۔ مثلاً اونٹوں کا بیکار ہونا اور اسکی طرف قرآن کریم بھی اشارہ فرماتا ہے۔ تو پھر ان نشانات کو جو قرآن شریف میں بیان ہوئے اور اسوقت پورے بھی ہو گئے ہیں کیوں مسیح کے نشانات نہ مانیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اذا الشمس کورت۔ جب سورج لپیٹا جاویگا۔ یعنی جبکہ علم الٰہی دنیا سے اٹھ جاویگا اور جہالت کی تاریکی چھا جاویگی واذا النجوم انکدرت۔ یعنی جب تارے میلے ہو جاویں گے یعنی علمائے دین کے دلوں کدورت ہو جاویگی واذا الجبال سیرت جبکہ پہاڑ چلائے جاوینگے یعنی پہاڑوں میں سے چیر چیر کر ٹنل وغیرہ نکالی جاوینگی واذا العشار عطلت۔ جبکہ اونٹ بیکار ہو جاویں گے جیسا کہ اب مکہ اور مدینہ کے درمیان ریل جاری ہونے سے بیکار ہوئے۔ اور تمام جہان میں بھی ریل کی کثرت سے ہو رہے ہیں۔ آئے دن نئی نئی لائنیں طیار ہو رہی ہیں واذا الوحوش حشرت۔ یعنی جسوقت وحشی جمع کئے جاویں۔ جیسا کہ آجکل چڑیا گھروں میں لوگ دیکھتے ہیں اور دوسرا اس کے یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں کہ جب وحشی قومیں مہذب قوموں سے ملائی جاویں۔ جیسا کہ آجکل ہو رہا ہے واذا البحار سجرت جبکہ دریا چیرے جاویں۔ یعنی انہیں سے نہریں نکالی جاویں۔ جیسا کہ ان دنوں قریباً تمام دریاؤں سے جنمیں پانی کثرت سے ہے نہریں نکالی گئی ہیں اور جنمیں سے نہیں نکالی گئیں انہیں سے نکالنے کی لگاتار کوششیں ہو رہی ہیں۔ واذا النفوس زوجت جبکہ قسم قسم کی جانیں ملائی جاویں یعنی بوجہ ریل جہاز تار برقی و پوسٹل ڈیپارٹمنٹ کے تمام جہان ایک ہو جاوے۔ واذا الموؤدۃ سئلت بای ذنب قتلت۔ یعنی جبکہ یہ تفتیش کیجاوے کہ کس گناہ کیوجہ سے زندہ لڑکی گاڑی گئی ہے۔ سو آجکل سب دیکھتے ہیں کہ تمام جہان میں اس بات کی پرسش ہونے لگ گئی ہے۔ واذا الصحف نشرت۔ یعنی جب صحیفے یا کتابیں پھیلائی جاویں۔ جیسا کہ آجکل رسالجات کتب و اخبارات کی اسقدر کثرت ہو گئی ہے کہ اسکی نظیر زمانہ گذشتہ میں ملنا محال ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ واذا الجحیم سعرت اور جبکہ دوزخ

دہکا دیا جاوے گا جیسا کہ طاعون سے وہ دوزخ دہکایا گیا ہے جو سب کو معلوم ہی بیان کی ضرورت نہیں ہے واذا الجنۃ ازلفت اور جسوقت بہشت نزدیک کیجاوے گی یعنی حضرت مسیحؑ پر یقین لانے اور مومن بننے سے دوزخ سے بچایا جاویگا اور جنت میں رکھا جاویگا اور قرآن شریف میں مختلف جگہونپر نشانات بیان ہوئے ہیں جو اسجگہ بیان نہیں کئے جا سکتے اور اب ہم احادیث سے کچھ نشانات بیان کرتے ہیں۔

اسجگہ یہ بھی سمجھہ لینا چاہئے کہ جو نشانات حضرت مہدی علیہ السلام کے بارے میں ہیں وہ سب حضرت عیسےؑ ہی کے نشانات ہیں۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہیکہ لا مھدی الا عیسے یعنی عیسے ہی مہدی ہونگے تصدیق اس بات کی ایک مسلمان بزرگ نے بھی کی ہے جسکی وفات کو کئی سو سال گذر چکے ہیں وہ فرماتے ہیں۔ ؎

مہدیٔ وقت عیسئے دوراں ہر دو را شہسوار می بینم

حدیث شریف میں ہے ان لمھدینا ایتین لم تکونا منذ خلق السموٰات والارض ینکسف القمر فی اول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی نصف منہ ولم تکونا منذ خلق اللہ السموٰات والارض رواہ الدارقطنی فی سنہ عن محمد بن علی۔ تحقیق مہدی کی تصدیق کیواسطے دو نشان ہیں نہیں ہوئے جبسے پیدا کئے گئے آسمان اور زمین۔ چاند گرہن ہوگا اول رات میں رمضان کے مہینے میں اور سورج گرہن ہوگا نصف میں اور نہیں ہوئے یہ کسوف خسوف جب آسمان و زمین پیدا ہوئے ہیں دارقطنی نے اپنی سنن میں اسکو روایت کیا محمد بن علی سے۔

اس حدیث کے معنے کرنیمیں بعضوں نے غلطی کھائی ہے۔ کیونکہ انہوں نے سمجھا ہے کہ رمضان کی اول تاریخ ہی کو کسوف لگیگا حالانکہ اول رات کے چاند کو عربی میں ہرگز قمر نہیں کہتے بلکہ ہلال کے نام سے تعبیر کرتے ہیں ویسے عقل سے بھی سمجھہ میں آتا ہے کہ پہلی رات کا چاند تو پہلے ہی باریک ہوتا ہے اس کو کسوف کیا لگیگا۔ اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالی کی فعل نے ظاہر کیا ہے کہ چاند کو کسوف سوائے تین رات کے نہیں لگتا ۱۳ وہ راتیں تیرہویں چودھویں اور پندرھویں تاریخ کی ہیں سو اس حدیث میں اول رات سے مراد ۱۳ تاریخ رمضان کی ہے

اور اوہر خسوف ستائیس اٹھائیس و انتیس کو لگتا ہے اور اس کی نصف سے مراد اٹھائیسویں ہے چنانچہ سنہ ۹۴ء میں اسیطرح سے وقوع میں آیا۔

ایک اور حدیث میں جو بوجہ طوالت نہیں لکھی گئی حضرت عیسےٰ و مہدی (ایک ہی شخص کے) آنیکا نشان قرن ذوالسنین کا نکلنا بیان ہوا ہے جسمیں لکھا ہے کہ وہ ستارہ کسوف خسوف کے بعد نکلیگا اور اس وقت تم زمانہ کے شر سے پناہ مانگنا یہ ستارہ دنبالہ دار سنہ ۱۲۹۹ھ میں نکلا دیکھو اخبار جریدۂ روزگار۔

ایک اور حدیث یوں آئی ہے۔ عن کعب قال یطلع من المشرق قبل خروج المہدی نجم له ذنب یضئ اخرجه نعیم۔ یعنی کعب سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہدی کے خروج سے پہلے ایک ایسا تارہ چڑہیگا جسکی دم ہوگی اور وہ چمکے گا۔ نکالا اس حدیث کو نعیم نے۔ یہ تارہ بھی سنہ ۱۸۹۶ء میں نکل چکا ہے۔ دیکھو اخبار الحامی جلد سوم نمبر ۵ مورخہ ۱۳ دسمبر سنہ ۹۶ء و آزاد جلد ۱۲۔ ۱۴ دسمبر سنہ ۹۶ء۔

مسیح کے نشانات میں سے دجال کا ہونا بھی ہے جو مشہور اور عام بات ہے اس کو عام مسلمان جانتے ہیں۔ کہ دجال ایک شخص ہوگا ایک آنکھ سے کانا اور وہ تمام دنیا پر حکومت کریگا۔ اس کے ساتھ بہشت اور دوزخ ہوں گے۔ جب چاہیگا بارش برسائیگا وغیرہ وغیرہ۔ مگر ان احادیث کو ظاہر پر محمول کر کے یہ لوگ دجال کانے کو وہ صفات دیتے جنمیں سے بعض کلیۃً اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور یہ صریح شرک ہے اور شرک کی بابت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الشرک لظلم عظیم

ہم اب دیکھتے ہیں کہ دجال سے مراد کیا ہے دجال لفظ دجالہ سے نکلا ہے جس کے معنے قاموس اور اسکی شرح میں ایک فرقہ عظیمہ یعنے کمپنی کے لکھے ہیں جو اپنے مال و متاع کو تجارت کے لئے لئے پھرتے ہیں اور یہ بات ان یورپینز پر خوب چسپاں ہوتی اور اور بھی مستحکم ہو جاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ ہم کو رسول کریم نے فرمایا ہے کہ سورہ کہف کی پہلی اور پچھلی ان آیتوں کی تلاوت کیا کرو تاکہ تم دجال کے فتنے سے محفوظ رہو سو ہم دیکھتے ہیں کہ ان آیتوں میں کیا ذکر ہے۔ ان آیتوں میں ہم یہ لکھا پاتے ہیں وَيُنْذِرَ الَّذِينَ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا ۝ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ وَلَا لِآبَائِهِمْ ۚ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ ۚ إِنْ يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا ۝ اور

ڈرسنا دے ان لوگوں کو جو کہتے ہیں کہ اللہ رکھتا ہے اولاد ان کو کچھ علم نہیں ہے اور نہ ان کے باپوں کو۔ کیا بری بات نکلتی ہے ان کے مونہہ سے۔ نہیں کہتے مگر جھوٹ۔ سو ناظرین اس آیت سے خوب سمجھ سکتے ہیں کہ دجال کیا چیز ہے۔ دجال ان لوگوں کا نام ہے جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے سو یہ لوگ پادری صاحبان ہیں۔

اب غور فرمایئے کہ ان کے ساتھ دوزخ تو اچھی طرح سے ہے کیونکہ جو انکی مانے گا ناک کی سیدھ دوزخ میں جاویگا۔ اور روٹیوں کے چھکڑے بھی ان کے پاس ہیں کیونکہ جو عیسائی ہوتا ہے خوب دولت کماتا ہے۔ اور یہ صاحب آنکھ سے کانے بھی ہیں یعنی انکی دنیا کی آنکھ بڑی روشن اور تیز ہے اور دوسری آنکھ یعنی دین کی پھوٹی ہوئی ہے کہ ایک ضعیف انسان کو خدا بنا چھوڑا ہے اور یہ جو مشہور ہے کہ اس کے ماتھے پر لکھا ہوگا کافر سو ایں خیال است و محال است و جنون۔ کیونکہ ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کی سنت کے خلاف ہے۔ کیونکہ وہ قرآن شریف کے شروع ہی میں یومنون بالغیب کا اشارہ فرماتا ہے ہاں اس سے یہ مراد ہے کہ ان عیسائیوں کا دجل ایسا اظہر من الشمس ہوگا کہ سب کو ظاہر معلوم ہوگا کہ یہ کافر ہیں کیونکہ معمولی سمجھ کا آدمی بھی جانتا ہے کہ خدا کا بیٹا وغیرہ نہیں ہوسکتا اور نہ خدا خود کسی کے جسم میں آسکتا ہے کیونکہ یہ اسکی قدوسیت کے خلاف ہے (یہ جو لکھا ہے کہ دجال کے ماتھے پر کافر لکھا ہوگا یہ پیشگوئی اسطرح بھی خوب واضح اور بین طور سے پوری ہوتی ہے کہ انگریزوں کی ٹوپی کے اگلے چھجے کو انکی زبان میں کو رکہتے ہیں اور ایسی ٹوپی کل عیسائی قومیں پہنتی ہیں۔ اور عربی میں چونکہ و ف سے بدلجاتی ہے اس لئے کافر سے مراد وہ چھجہ ہے جو کہ ان کے ماتھے پر ہوتا ہے اور ہر ایک شخص دیکھ سکتا ہے۔ از ایڈیٹر) اور یہی قوم یاجوج ماجوج ہے کیونکہ یہ الفاظ اجّ سے مشتق ہیں اور آج کے معنے آگ کے ہیں اور یہی قوم ہے جو آگ سے آجکل اسقدر فائدہ اٹھا رہی ہے کہ پہلے کسی قوم نے نہیں اوٹھایا۔ اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ یہ انگریزی قوم یاجوج ماجوج ہے ہم کو اسقدر دور جانے کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ لنڈن کے گلڈ ہال میں اب تک ان کے سٹیچو بطور یادگار کے موجود ہیں۔ اور یہ یادگار اس امر کی ہے کہ یاجوج ماجوج نے ہی اس شہر لنڈن کی بنیاد رکھی تھی۔ اگر مفصل دیکھنا منظور ہو تو دیکھو کتاب "نورالدین" سوال نمبر ۸

اسلام میں نشانات بہت بیان ہوئے ہیں اور وہ سب کے سب پورے ہو چکے ہیں۔ ہم نے صرف چند ایک اوپر دکھلائے کیونکہ اس جگہ ایسا کرنے سے مضمون بہت لمبا ہو جاوے گا۔ اب ہم انجیل سے ان کے آنے کے نشانات لکھتے ہیں وہ جب وہ زیتون کے پہاڑ پر بیٹھا تھا تو اس کے شاگرد اس کے پاس آکر بولے ہمیں تو بتا یہ باتیں کب ہونگی۔ اور تیرے آنے اور دنیا کے آخر ہونے کا کیا نشان ہوگا یسوع نے جواب میں ان سے کہا کہ "خبردار تمہیں کوئی گمراہ نہ کر دے کیونکہ بہت میرے نام سے آویں گے اور اپنے آپ کو مسیح کہیں گے اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے۔ اور تم لڑائیاں اور لڑائیوں کی افواہ سنو گے۔ خبردار گھبرانا نہیں کیونکہ ان باتوں کا واقع ہونا ضرور ہے۔ لیکن اسوقت خاتمہ نہ ہوگا" بہت سارے آدمیوں نے مسیحیت کا دعوے کیا مگر سب کے سب واصل جہنم ہوئے کسی کا پتہ نہیں جو ان کے کذب کی بھاری دلیل ہے اور لڑائیوں کی افواہیں تو کثرت سے سنی جاتی ہیں چنانچہ ایک آدمی نے جسکی عمر اکیس بائیس سال کی ہو جب سے اس نے ہوش سنبھالا ہے یہ لڑائیں متواتر سنی ہونگی اول وہ جنگ جو انگریزوں اور پٹھانوں کے درمیان ہوئی۔ جنگ یونان و ترکی۔ چین اور دیگر تمام بڑی بڑی طاقتیں۔ جنگ جنوبی افریقہ۔ سپین اور امریکہ کی لڑائیاں جنگ جو مشرقی افریقہ کے ملاں اور انگریزوں کے درمیان ہوئی۔ جنگ روس و جاپان۔ روس کا بادشاہ اور اسکی رعایا۔ ابھی چند دن ہی گذرے ہیں کہ ہم اخبار میں باب عالی اور دوسری طاقتوں کی کشمکش کا ذکر پڑھتے تھے اور آجکل ہم سنتے ہیں۔ کہ جرمن اور فرانس میں مراکو کے بارے میں سخت پیچیدگیاں پیدا ہو رہی ہیں شاید آپس میں جنگ ہو جاوے "قوم پر قوم اور بادشاہت پر بادشاہت چڑھائی کریگی اور جگہ جگہ کال پڑیں گے اور بھونچال آویں گے"۔ اب ہم ۱۸۷۰ء سے لیکر ابتک دکھلاتے ہیں کہ کون کون سے قحط پڑے۔ اڑیسہ کا قحط۔ بنگالہ اور بہار کا قحط۔ جنوبی ہند کا قحط۔ احاطہ بمبئی کا قحط۔ مدراس کا کال ۱۸۷۷ء و ۸۸ و ۸۹ء میں تمام ہندوستان کا قحط ۱۸۹۵ء کا قحط۔ پھر ۹۷ء سے لیکر ۱۹۰۰ء تک ہندوستان کا مشہور قحط جسمیں لکھو کھہا خلقت فاقہ کشی سے راہی ملک عدم ہوئی۔ علاوہ بریں روس کا عالمگیر قحط اور ترکی کی گرانی اناج اور آجکل جاپان میں بھی سخت قحط سنا جاتا ہے۔ اور اس عرصہ میں کثرت سے کال مختلف ملکوں میں

پڑتے رہے ہیں جو ہسٹری کے پڑھنے والوں کو اچھی طرح سے معلوم ہوں گے۔ اور اسوقت بہت سارے ٹھوکر کھائیں گے اور ایکدوسرے کو پکڑوائیگا۔ اور ایکدوسرے سے عداوت رکھیگا۔ اور بے دینی کے بڑھ جانیکے سبب بہتوں کی محبت ٹھنڈی پڑ جائیگی۔ (اس بات کے ثبوت کے لئے میں ایک پادری صاحب کی نظم کا خلاصہ لکھتا ہوں جو انگلینڈ کے اخبار میں چھپی تھی۔ اور وہ یہ ہے۔ بعض گرجے میں سیر کے لئے آتے ہیں اور بعض وقت ضائع کرنے کے لئے اور بعض دوستیاں لگانے کے لئے ..... بہت تھوڑے ہیں جو خدا کے لئے آتے ہیں) اور بادشاہت کی اس خوشخبری کی منادی تمام دنیا میں ہوگی تاکہ سب قوموں پر گواہی ہو" (خدا کے فضل سے اب ہمارے مسیح کی منادی تمام جہان میں گونج رہی ہے

اب ہم گیتا میں سے نقل کرتے ہیں کہ کلنکی اوتار کے آنے کی علامات مندرج ہیں۔

کل جگ میں سنساری آدمی ہر روز دیا اور سچائی چھوڑنے سے کم طاقت ہو جائیں گے۔ عمر چھوٹی ہو جائیگی۔ راجہ لوگ پرجہ یعنی رعایا پر ظلم کریں گے برسات کم ہوگی۔ قحط سالی بہت ہوگی پرجا لوگ ہر ک سے تنگ آکر اپنا دہرم چھوڑ دیں گے۔ اور جسوقت کوئی ایسا راجہ یا بادشاہ نہیں ہوگا کہ جسکی ہفت اقلیم پر حکومت ہو اسوقت راجے اس امر کو غنیمت سمجھیں گے کہ جسقدر ملک اول ان کے قبضہ میں ہے وہی قائم رہے۔ لوگ باوجود اس یقین اور علم کے کہ عمر تھوڑی ہے مال اور دولت کے لئے لڑائی کریں گے اور روپیہ کے لالچ میں آکر دھرم و عدل کو چھوڑ دیں گے اور روپیہ دینے والے کی حمایت کریں گے چوری اور بدکاری کریں گے کوڑی اور دمڑی کے لئے جھوٹ بولیں گے۔ گائے کا دودھ بکری کے برابر ہوگا (یعنی گھاس وغیرہ نہ ہونے سے یا کم ہونے سے بھوکی رہینگی اور دودھ بہت کم دیں گی) برہمنوں کا کوئی ایسا چہن نہ رہیگا جسے دیکھکر آدمی پہچان سکے کہ یہ برہمن ہے۔ دولتمند کی ہر شخص عزت و قدر کریگا کچھ اونچے نیچے ذات کا بچار نہ رہیگا۔ بیوپار میں چھل بہت ہوگا (ایک بنئے کی دوکان پر اس کے گرو صاحب بیٹھے تھے ان کے روبرو اس نے ۱۰ سیر کے بھاؤ گندم خریدی اور فروخت بائع کر دینے کے جانے کے بعد ایک خریدار آگیا اس خریدار کو اس بنئے نے کہا کہ مجھے گرو کی قسم ہے کہ تیس سیر کے بھاؤ ابھی اس گندم کو خرید کر چکا ہوں وہ آدمی گندم خرید کر کے چلا گیا اس کے بعد گرو صاحب نے اس بنئے سے پوچھا

کہ میرے سامنے ہی میرے نام پر جھوٹی قسم کیوں کھائی۔ اس نے کہا کہ اگر آپ سے جیتے جی بھی اسقدر فائدہ نہ ہوا تو بعد مرنے کے کیا خاک ہوگا) استری اور پرش کے چت ملنے سے اونچ نیچ ذات آپسمیں بھوگ کریں گے۔ برہمن لوگ اپنا دہرم چھوڑ دیں گے (یعنی عمل نہ کریں گے) مورکھ آدمی جھوٹ بنانیوالا سچا اور گیانی سمجھا جاویگا۔ چور اور ڈاکو بکثرت موجود ہوں گے دس برس کی لڑکی کے لڑکا پیدا ہوگا۔ گرہست لوگ اپنے ماتا پتا کو چھوڑ کر سسرال میں جا رہیں گے۔ وید کے تیرتھوں کو چھوڑ کر دور کے تیرتھوں پر جاویں گے اور ان کے پہلو نہان کا دھرم نہ رہیگا۔ سب لوگ بخیل اور تنگ دل ہو جاویں گے۔ سنیاسی لوگ اپنا کرم دہرم چھوڑ کر گیروا کپڑے پہن لینے سے ڈنڈی کہلائیں گے اس کے بعد شکر یوجی نے کہا کہ اے راجہ پرکھیت جب اخیر کل جگ میں بڑا پاپ ہوگا تب پرمیشر دہرم کی رچھا یعنے سنبل دیش میں گوڑ برہمن کے اعلیٰ درجہ کے خاندان کے گھر کلنکی اوتار لیں گے۔ اس کے بعد ان کے درشن سے لوگ پاپ اور گناہ کو ترک کر کے نیک کردار ہو جاویں

شری مدبھاگوت مترجم اردو صفحہ ۶۷۰

اب ناظرین ایک مرسل من اللہ کے آنے کے نشان سن چکے ہیں اور وہ سب ظاہر کرتے ہیں کہ آجکل آنا چاہیئے۔ اور زمانہ کی حالت بھی سخت تاریکی میں پڑی ہوئی ہے عالم صرف نام کے رہ گئے ہیں خشیت بالکل نہیں رہی اور اسیطرح جسے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو فوت ہوئے چوداں سو سال گذر چکے ہیں۔ اب محمدی مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آنا چاہیئے۔ جیسا کہ اسرائیلی مسیح علیہ السلام حضرت موسیٰ سے ۱۴ سو سال بعد تشریف لائے تھے کیونکہ محمدی اور موسوی سلسلہ میں مشابہت تامہ ہے جو اوپر ثابت ہوئی ہے۔ اب اسرائیلی مسیح تو آنہیں سکتے کیونکہ میں اوپر ثابت کر آیا ہوں۔ کہ وہ فوت ہوگئے ہیں اور یہ خیال بالکل خام اور غلط ہے کہ وہ واپس آئیں گے مردہ واپس نہیں آیا کرتا اور حدیث شریف میں بھی دونوں مسیحوں میں حلیہ کا فرق بیان ہوا ہے جو پورے طور پر یہ ثابت کرتا ہے کہ محمدی مسیح اور موسوی مسیح دو ہیں نہ کہ ایک محمدی مسیح کا حلیہ ہے کہ آدم اللون ہوں گے اور آپ کے بال سیدھے ہوں گے جبکہ مسیح موسوی احمر اللون تھے اور ان کے بال گھنگرالے تھے (بخاری) چنانچہ اس حدیث کے مضمون پر مسیح محمدی فرماتے ہیں۔

رنگم چو گندم است و بمو فرق بین است — زاں ساں کہ آمد است در اخبار سرورم
ایں مقدمم نہ جائے شکوک است و التباس — سید جدا کند ز مسیحائے احمرم

اب ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں۔ کہ اس زمانہ میں علیحدہ علیحدہ ہر ایک قوم میں نبی نہیں آسکتے کیونکہ پچھلے زمانہ میں سوسائٹی کی حالت اور تھی اور اب اور ہے پچھلے زمانوں میں تو نبی مختص المکان و مختص الزمان آتے رہے یہانتک کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تمام جہان کے لئے ایک اور کامل اور مکمل شریعت لیکر آئے کیونکہ اسوقت تمام دنیا مختلف طرز سے ایک ہو چکی تھی۔ اور اسکی طاقتیں اور سمجھیں اس حد تک پہونچ گئی تھیں کہ ان کو ایک نبی ہی کافی ہو اور اب اس کے بعد ضرورت نہیں ہے کہ علیحدہ علیحدہ نبی آویں۔ تمام روئے زمین کے باشندے بمنزلہ قوم واحد کے ہیں ہر ایک نئی چیز جو دنیا کے کسی حصہ میں واقع ہوتی ہے۔ فوراً چند ہی دن میں اس کا تمام جہان میں تذکرہ ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اور چونکہ سچائی ایک ہے اور اس کو لیکر ایک وقت میں ایک ہی لیکر آسکتا ہے زیادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ سو مرزا غلام احمد صاحب مسلمانوں کے لئے مہدی عیسٰے اور عیسائیوں اور یہودیوں کے مسیح اور ہندوؤں کے کلنکی اوتار اور بدھوں کے بدھ ہیں

اب ہم چند ایک معیار بیان کرتے ہیں۔ جنپر موجودہ مسیح کو پرکھا جاوے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیٰوۃ الدنیا۔ یعنی ہم اپنے رسولوں اور ان کے ساتھ والوں کی مدد کرتے ہیں۔ سو اب ہم دیکھتے ہیں کہ آیا اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کی مدد کی ہے یا نہیں۔ اب سب کو معلوم ہوگا۔ کہ پہلے پہل مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے کفر کا فتویٰ لکھکر تمام ہندوستان میں پھرایا اور جہانتک الوسع اُس نے لوگوں کو مرزا صاحب کے پاس آنے سے روکا اور دیگر مولوی صاحبان نے بجائے خود وعظ و نصیحت کرنے اور گندے اور جھوٹے اتہام مرزا صاحب پر لگانے سے ہر چند لوگوں کو مرزا صاحب سے نفرت دلائی۔ مگر دیکھو کہ اب مرزا صاحب کی جماعت خدا کے فضل سے چار لاکھ کے قریب ہے۔ مولوی مذکور کی جو رہی سہی شہرت تھی جاتی رہی۔ کوئی جانتا ہی نہیں کہ اب کہاں ہیں۔ اور سب مخالفین کو مرزا صاحب ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا انی مھین من اراد اھانتک ترجمہ۔ میں اس کو جو تیرے ذلیل کرنیکا ارادہ کرے ذلیل خوار کروں گا۔ بہت سارے مولوی اس الہام کے مطابق ذلت کا

چکمہ چکے ہیں۔ بہت ابھی چکھینگے۔ سو اس کسوٹی پر تو مرزا صاحب ٹھیک اترتے ہیں سورہ الحاقۃ اخیر کے رکوع میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین فما منکم من احد عنہ حاجزین۔ ترجمہ۔ اگر باندھ لیوے اوپر ہمارے بعض باتیں البتہ پکڑلیں ہم اسکا داہنہ ہاتھ پھر کاٹ ڈالتے اس سے رگ گردن کی۔ پس نہ ہووے تم میں سے کوئی اس سے باز رکھنے والا + اس آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ ہمارے ہادی ہمارے سید کی بابت فرماتا ہے کہ اگر وہ ہماریطرف سے کوئی بات بناوے تو ہم داہنہ ہاتھ سے پکڑکر رگ گردن کاٹ دیں گے یعنی ہلاک کردیں گے۔ اور پھر دوسری جگہ فرماتا ہے فمن اظلم ممن افترا علی اللہ کذبا۔ یعنی اس شخص سے زیادہ تر ظالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے۔

ناظرین اب دیکھتے ہوں گے ایک شخص گورنمنٹ پر جھوٹ بولکر چند دن سے زیادہ فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ مثلاً جب کوئی داروغہ صفائی یا داروغہ آبکاری بنکر گاؤں میں سے کچھ لیتا ہے تو کوئی نہ کوئی نمبردار اس کو پکڑکر آخر تحصیل میں لے آتا ہے جہاں پھر وہ کم ازکم چھ ماہ کے لئے بڑے گھر کی روٹیاں کھاتا ہے اور چکی کو گھماتا ہے۔ تو پھر کیونکر ہو کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھ کر آدمی بچ رہے ہرگز نہیں اگر ایسا کبھی ہوا ہے تو ثابت کرو۔ مرزا صاحب چھبیس ستائیس سال سے الہام کا دعویٰ کر رہے ہیں اور ابتک خدا نے ان کو ہلاک نہیں کیا یہ انکی سچائی کی دلیل ہے۔

تیسری آیت جو میں پیش کرنی چاہتا ہوں یہ ہے قل یقوم اعملوا علی مکانتکم انی عامل فسوف تعلمون من تکون لہ عاقبۃ الدار انہ لا یفلح الظلمون۔ یعنی اے رسول کہدے کہ اے میری قوم اپنے اپنے گھروں پر عمل کرو میں بھی کرتا ہوں پس قریب ہی جان لیں گے کہ آخرت کا گھر کس کے لئے ہے تحقیق ظالم لوگ فلاح نہیں پاتے۔ اسپر بھی مرزا صاحب نے مولویوں کو بلایا ہوا ہے جس کا جی چاہے مباہلہ کرے اور جلدی ہی فیصلہ کرلے۔ چنانچہ مولوی غلام دستگیر قصوری اور اسمٰعیل علیگڈہی نے خوب فیصلہ کیا ہے اور دوسروں کے لئے عبرت ہوگئے ہیں۔ اب کوئی مولوی مقابلہ پر نہیں آتا۔

کیونکہ دو تین ہاتھ دیکھ چکے ہیں۔ اب بھی یہ راہ کھلا ہے کسی مولوی کا مقابلہ پر نہ آنا اور جو آوے اس کا جلدی ہی ہلاک ہو جانا اسبات کی صریح دلیل ہے کہ مرزا صاحب خدا کیطرف سے ہیں نبی کی بڑی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ پیشگوئیاں کرتا ہے۔ اور اسکی پیشگوئیاں پوری ہوتی ہیں۔ اب ہم دکھاتے ہیں کہ مرزا صاحب نے پیشگوئیاں کیں اور وہ سب کی سب پوری ہوئیں۔ پیشگوئیوں کے متعلق میں ٹھنڈے اور بے طرفدار دل کے ساتھ بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ اسقدر ہیں کہ میں انکو اسجگہ احاطہ تحریر میں نہیں لا سکتا مشتے از خروارے کے طور پر چند پیشگوئیاں میں ذیل میں درج کرتا ہوں۔

براہین احمدیہ کا وہ زمانہ ہے کہ جب مرزا صاحب کو ایک فرد بھی نہیں جانتا تھا اور ان کی حالت کو دیکھکر جو اسوقت تھی کبھی آدمی یہ بات وہم وگمان میں بھی نہیں لا سکتا تھا۔ کہ کبھی ان کے پاس دور و دراز سے لوگ آویں گے۔ اور سال بھر میں کبھی ایک کارڈ بھی بمشکل آتا تھا۔ اسوقت براہین میں یہ پیشگوئی خدا تعالیٰ کے الہام سے لکھی گئی۔ یاتیک من کل فج عمیق۔ یاتون من کل فج عمیق۔ یعنے تجھے دور و دراز سے مالی خدمات پہونچیں گی اور دور دراز ملکوں میں سے لوگ آویں گے اور پھر آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس۔ یعنی جب یاتیک من کل فج عمیق و یاتون من کل فج عمیق کا سماں بندھ جاوے اسوقت اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے بدخلقی نہ کرنا اور لوگوں سے نہ گھبرانا۔ یعنی کثرت کے ساتھ لوگ تیرے پاس آویں گے انکی ملاقات سے نہ گھبرانا اور نہ کوئی بدخلقی دکھانا۔ یہ پیشگوئی اسطرح پوری ہوئی ہے اور ہو رہی ہے کہ کسی ذرا سی عقل والے اور سمجھ والے کو انکار کی گنجائش نہیں۔ میں بھی تھوڑا سا عرصہ قادیاں رہا ہوں راس کماری سے آئے ہوئے لوگ اور مدراس نظام حیدر آباد سے برما سے اور دوسریطرف کابل سے افریقہ اور اعظم آسٹریلیا سے آئے ہوئے لوگ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ بات سچ ہے اگر کوئی اب بھی نہ مانے قادیان جا کر کچھ زمانہ اور دیکھ لیوے۔ اب بتاؤ کہ ایسی پیشگوئی کرنا اور ایسے زمانہ میں کرنا کہ اس کے پاس کوئی بھی شخص دین کی غرض سے نہ آتا اور نہ ہی اسکو جانتا ہو خدا تعالےٰ کے سوا کس کا کام ہے اگر ہے تو ایسی

مثال پیش کرو۔ اور یقینی جانو کہ ہرگز ہرگز تم پیش نہ کرسکو گے۔ دوسری پیشگوئی جو میں ہدیہ ناظرین کرنی چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ بمقام گورداسپور حضرت اقدس کو الہام ہوا زلزلہ کا دھکا[1] اور یہ الہام انہیں دنوں الحکم میں شایع ہوا۔ مگر چونکہ اس کے ساتھ کوئی تفہیم علیم و قدیر کی طرف سے نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے حضرت اقدس اور ان کا جنہوں نے اسکو سنا خیال معًا اسی طرف گیا کہ یہ الہام طاعون کے متعلق ہے کیونکہ انہیں دنوں طاعون زوروں پر تھی۔ اگر اس الہام پر اور ان معنوں پر جو اس وقت کئے گئے۔ سرسری نظر بھی ڈالی جاوے تو صاف کھل جاتا ہے کہ ملہم نے اس کو ہرگز اپنی طرف سے نہیں بنایا۔ اگر یہ جھوٹا الہام ہوتا تو ضرور ہی اس کے الفاظ ایسے ہوتے کہ ان سے طاعون مترشح ہوتی۔ پھر چار اپریل ۱۹۰۵ء والے زلزلہ سے کچھ عرصہ پہلے بطور یاد دہانی اللہ جلشانہ نے محض کرم و فضل سے صاف اور کھلے الفاظ میں فرمایا عفت الدیار محلها ومقامها[2]۔ مگر اس کو بھی پہلے الہام کی طرح طاعون کے متعلق ہی خیال کرلیا گیا۔ اور جب یہ الہام پورے ہوئے یعنے ۴ر اپریل کو زلزلہ آیا تو سب کو معلوم ہوگیا کہ یہ الہام اسی کے متعلق تھے۔ اب یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ اجتہاد کا غلط ہونا کسی ملہم یا الہام کی شان کو کم نہیں کرسکتا۔ کیونکہ رسول و نبی آخر بشر ہوتے ہیں۔ بلکہ اس سے الہام اور ملہم کی صداقت مضبوط ہوتی ہے۔ اور اسمیں یہ بھی فائدہ ہوتا ہے کہ مخلوق میں سے سعید اور شقی کا فرق ظاہر ہو جاتا ہے اور یہ بھی خوب یاد رکھ لینا چاہیے کہ یہ معاملہ صرف ہمارے حضرت مرزا صاحب پر ہی بس نہیں بلکہ دوسرے نبیوں کے حالات سے بھی پتہ لگتا ہے کہ ان کو بھی یہ مشکلات درپیش آئی ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیحؑ نے حضرت داؤدؑ کے تخت والی پیشگوئی کے معنے کرنے میں دھوکا کھایا۔ انہوں نے سمجھا کہ شاید اس دنیا کی بادشاہت کا تخت مجھکو ملیگا۔ تب ہی تو انہوں نے اپنے شاگردوں کو لنگوٹی بیچکر ہتھیار خریدنے کی ہدایت فرمائی تھی مگر وہاں پیشگوئی میں تخت سے مراد یہ دنیا کی بادشاہت نہ تھی اس لئے انکو نہ ملی۔

[1] دیکھو اخبار الحکم ۲۴ر دسمبر ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۵ - اخبار بدر یکم جنوری ۱۹۰۴ء صفحہ ۶
[2] اخبار الحکم ۳۱ مئی ۱۹۰۴ء صفحہ ۹ - اخبار بدر یکم جون ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۵

اسیطرح ایکدفعہ ہماری سرکار عالی تبار فداہ ابی و امی صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ رویا صادقہ ہوئی کہ آپ معہ اصحاب کبار مکہ معظمہ بغرض حج تشریف لے گئے ہیں۔ چونکہ ان دنوں حج قریب تھا آپ نے سمجھا کہ اسی دفعہ چلنا ہوگا۔ سو آپ نے صحابہ کو جمع کیا اور مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے مگر راستے میں مکہ کے قریب مکہ والوں نے روکدیا کہ ہم آپ کو حج نہیں کرنے دیں گے۔ آخر چند شرائط کرکے واپس آنا پڑا۔ مگر دیکھنا چاہئے کہ یہ رویا بعینہٖ بعد میں پورا ہوا یا نہیں؟

تیسری پیشگوئی حضرت اقدس کے اپنے الفاظ میں درج کرتا ہوں۔ آپ نے دافع البلاء میں ۲۳۔ اپریل ۱۹۰۲ء کو چراغدین کی نسبت یہ تحریر فرمایا:۔

چراغدین کی نسبت یہ مضمون لکھ رہا تھا کہ تھوڑی سی غنودگی ہوکر مجھکو خدائے عزوجل کیطرف سے یہ الہام ہوا۔ نزل بہ جبیز یعنی اسپر جبیز نازل ہوا اور اسی کو اس نے الہام یا رویا سمجھ لیا۔ جبیز دراصل خشک اور بے مزہ روٹی کو کہتے ہیں جسمیں کوئی حلاوت نہ ہو اور مشکل سے حلق میں سے اتر سکے اور مرد لئیم اور بخیل کو بھی کہتے ہیں۔ جسکی طبیعت میں کمینگی اور فرومایگی اور بخل کا حصہ زیادہ ہو۔ اور اسجگہ لفظ جبیز سے مراد وہ حدیث النفس اور اضغاث الاحلام ہیں جن کے ساتھ آسمانی روشنی نہیں اور بخل کے آثار موجود ہیں اور ایسے خیالات خشک مجاہدات کا نتیجہ یا تمنا اور آرزو کے وقت القائے شیطان ہوتا ہے یا خشکی اور گرداری سودا کیوجہ سے کبھی الہامی آرزو کے وقت ایسے خیالات کا دل پر القا ہو جاتا ہے اور چونکہ ان کے نیچے کوئی روحانیت نہیں ہوتی اس لئے الٰہی اصطلاح میں ایسے خیالات کا نام جبیز ہے اور علاج توبہ اور استغفار اور ایسے خیالات سے اعراض کلی ہے۔ ورنہ جبیز کی کثرت سے دیوانگی کا اندیشہ ہے خدا ہر ایک کو اس بلا سے محفوظ رکھے۔" رات کو عین خسوف قمر کے وقت میں چراغدین کی نسبت مجھے یہ الہام ہوا۔ انی اذیب من یرایب۔ میں فنا کردونگا میں غارت کردونگا۔ میں غضب نازل کرونگا۔ اگر اس نے شک کیا اور اسپر ایمان نہ لایا۔ اور رسالت اور مامور ہونے کے دعویٰ سے توبہ نہ کی اور خدا کے مقدس جو سالہائے دراز سے خدمت اور نصرت میں مشغول اور دن رات صحبت میں رہتے ہیں ان سے عفو تقصیر نہ کرائی کیونکہ اس نے جماعت کے تمام مخلصوں کی توہین کی اپنے نفس کو سب پر مقدم کرلیا حالانکہ خدا نے بار بار براھین احمدیہ

ہیں انکی تعریف کی۔ اور ان کو سابقین قرار دیا۔ اور کہا اصحاب الصفہ وما ادراک ما اصحٰب الصفہ" اور جبیر اس روٹی خشک کو کہتے ہیں کہ دانت اس کو توڑ نہ سکیں اور وہ دانت کو توڑے اور حلق سے مشکل سے اترے اور امعاء کو پھاڑے اور قولنج پیدا کرے۔ پس اس لفظ سے بتایا کہ چراغدین کی یہ رسالت اور یہ الہام محض جبیر اور اس کے لئے مہلک ہیں مگر دوسرے اصحاب جنکی توہین کرتا ہے ان پر مائدہ نازل ہو رہا ہے اور ان کو خدا کی رحمت سے بڑا حصہ ہے"

۴ر اپریل ۱۹۰۶ء کو جب وہ تباہ ہوا۔۔۔۔۔۔ اور حضرت اقدس کو اطلاع پہونچی تو آپنے یہ تحریر فرمایا:-

"ایک شخص چراغ الدین نام جموں کا رہنے والا جو ابتدا میں میرا مرید تھا مرتد ہوگیا اور پادریوں کے ساتھ اس کا خطرناک اختلاط ہوگیا اور اس نے پیغمبری کا دعوے بھی کیا تب میں نے اسکی نسبت بددعا کی اور مجھے خداتعالےٰ سے الہام ہوکہ خدا اسے فنا کریگا اور اس کو غارت کر دیگا اور اسپر غضب نازل کریگا اور اشارہ کیا گیا کہ وہ طاعون سے مریگا۔ اس لئے میں نے طاعون کے رسالہ میں بھی (جو طاعون کے بارہ میں میں نے لکھا تھا) جس کا نام دافع البلاء معیار اہل اصطفاء ہے یہ پیشگوئی درج کی۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب منارۃ المسیح کے ایک برس کے بعد (جسمیں اس نے مجھے دجال قرار دیا ہے) اس قہر میں گرفتار ہوا کہ اول دو لڑکے ایک لڑکی اسکی طاعون سے مری اور پھر ۴ر اپریل ۱۹۰۶ء کو خود طاعون میں مبتلا ہوکر اس جہان سے گذر گیا"

"اور اس کے ساتھ ہی ایک اور نشان ظہور میں آیا کہ اس نے اپنی طرف سے صریح لفظوں میں مباہلہ کیا اور اپنا ذکر کرکے اور میرا نام لیکر خدا سے یہ دعا کی کہ ہم دونوں میں سے جو مفتری اور حق کا دشمن ہے خدا اس کو فنا کر دے اور حق اور باطل میں فیصلہ کر دے اسکی دعا پر صرف دو تین روز اس کو گذرے تھے کہ وہ خدا کے مواخذہ کے نیچے آگیا اور ایک دردناک عذاب کے ساتھ مرا کیونکہ اس سے زیادہ دردناک کونسا حادثہ ہوگا کہ پہلے اس نے اپنے عزیز دو بیٹے اور ایک بیٹی اپنی آنکھ کے سامنے مرتے دیکھے اور اس مصیبت کے حادثہ کو مشاہدہ کر لیا کہ اب اسکی قطع نسل ہوگئی اور کوئی اسکی نسل سے باقی نہیں رہا اور بعد اس کے اسی طاعون سے بعد حسرت

آپ بھی موت کا پیالہ پیا اور ایمانی حالت کا یہ نمونہ دکھایا کہ دونو لڑکونکے مرنے کے بعد اس کے کلمات یہ تھے "کہ اب خدا بھی میرا دشمن ہو گیا"

اِیں ہمہ ایک ایسی صاف پیشگوئی ہے کہ ایک صاف اور سلیم فطرت والے آدمی کے لئے کافی ہے اب بعض کمینہ فطرت اور غبی الطبع یہ اعتراض کریں گے کہ اتنی دیر کے بعد کیوں پوری ہوئی ان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اس نے واقع البلا کے بعد ایک توبہ نامہ الحکم میں شائع کیا تھا جسمیں اس نے اس اپنی رسالت وغیرہ سے انکار کیا اور اسی وجہ سے اسقدر تاخیر ظہور میں آئی۔ مگر بعد میں اس نے پھر گستاخی کی اور اپنی کتاب منارۃ المسیح میں حضرت اقدس کو نعوذ باللہ دجال کے نام سے یاد کیا۔ اور خدا کے غضب میں آکر تباہ ہوا۔

پیشگوئیاں ہزاروں ہیں جو حضرت اقدس نے مختلف تصانیف میں درج فرمائی ہیں اور خاصکر انکا بہت سا مجموعہ تریاق القلوب میں ہے شائقین وہاں سے دیکھ سکتے ہیں۔ ان ہزاروں ہزار پیشگوئیوں کو پیش کرنے کے بعد میں ایک سوال کر کے ناظرین کو چھوڑتا ہوں تاکہ وہ اسپر غور کر کے مرزا صاحب کے متعلق اپنا معاملہ صاف کریں۔ کیونکہ موت کا وقت کسی کو معلوم نہیں خواہ جوان ہو یا بوڑھا۔ پہلے زمانہ میں تو جوان لوگ خیال کیا کرتے تھے کہ چلو جی اب تو مزا اڑاؤ جب بوڑھے ہوں گے دینی معاملات کی بابت سب کچھ دیکھا جاویگا مگر آجکل تو جوانوں کی موت بوڑھوں سے پہلے کھڑی ہے کیونکہ طاعون پہلے انہیں پر ہاتھ صاف کرتی ہے ۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر کوئی اس دنیا کا مالک اور رب ہے اور اگر کوئی رحمٰن اور رحیم ہے ۔ اگر اس دنیا کا کوئی رکھوالا ہے جس کے قبضہ قدرت میں سب کی جان مال آبرو وعزت ہے تو وہ ایسے جھوٹے شخص کو جسکا قریباً پیشہ ہی جھوٹ ہو گیا ہے اور پھر نئے سورج سناتا ہے کہ اس دنیا کے مالک نے رات مجھے یہ کہا وہ کہا حالانکہ اس نے کچھ نہیں کہا۔ اور جس نے اس مالک رب رحمٰن رحیم کی مخلوق سے چار لاکھ سے زیادہ کو گمراہ کر دیا ہے تباہ کر دیا ہے انکو کیوں اتنی مہلت دی گئی ہے اور کیوں اسکو اسقدر مدت دراز سے تباہ نہیں کیا گیا اے مخالفین ذرا سوچو تو سہی۔ کیا اگر تمہاری گدہی کو بھی کوئی غیر آدمی مارے تم اس کو منع کرتے ہو یا نہیں یا تمہارے بیل پر کوئی تمہارے سامنے اسقدر بوجھ لادے کہ وہ اسکی طاقت سے باہر ہو تم اس کو کم کرا دو یا نہیں اگر تم ایسا نہ کرو گے تو یقیناً جانو تمہیں سب لوگ ظالم کے لفظ سے ملقب کریں گے تو

جب خدا کی پیدا کردہ مخلوق میں اسقدر سمجھ ہے کہ اپنی ادنےٰ سے ادنےٰ چیز کی حفاظت کرتی ہے اور اس کو غیر کی دست برد سے بچاتی ہے تو کیا خدا تعالیٰ میں اسقدر بھی سمجھ نہیں کہ وہ اپنی مخلوق کو ایسے آدمی سے بچا دے۔ جیساکہ وہ نامعلوم زمانہ سے جھوٹے اور کاذبوں کو تباہ و نابود کر کے دنیا کو انکی دست برد سے بچاتا رہا ہے۔ اگر تم یہ کہو کہ وہ بھی تو اللہ کی ہی مخلوق میں سے ہے ہم مانتے ہیں کہ ایسا ہی ہے۔ کیا اگر تمہارے پاس بہت سے جانور ہوں اور انمیں سے ایک تمہارا کتا باؤلا ہو جاوے اور دوسروں کو وہ کاٹے تو تم اس باؤلے کتے کو گولی سے مارو گے یا نہیں۔ یقیناً مارو گے۔ اسیطرح خدا تعالےٰ بھی دوسروں کو اس کے شر سے بچانے کے لئے اس کو مار دے گا۔ بشرطیکہ وہ جھوٹا ہے مگر دیکھو کہ پچیس برس سے خدا اسکی حفاظت کر رہا ہے اور اتنا عرصہ کبھی کسی جھوٹے کو مہلت نہیں دی گئی پس ثابت ہے یہ شخص خدا کیطرف سے ہے۔

اخوّت اسلامی نمبر ۲

احسن کما احسن اللہ الیک ولا تبغ الفساد فی الارض ان اللہ لا یحب المفسدین

اسلام کی یہ تعلیم کہ خدا ایک ہی ہے اور دنیا کی تمام چیزیں متفق ہو کر اس ایک طاقتور اور رحیم خدا کی فرمانبرداری اور عبادت کریں انسان کے دل پر ایک عجیب تسلی بخش اثر ڈالنے والی ہے جبکہ ایک انسان کو یہ تعلیم دیجاتی ہے کہ تمام دنیا کا حقیقی معبود ایک ہی ہے جو اس دنیا کا خالق ہے اور وہ علےٰ کل شیئٍ قدیر ہے اور تمام دنیا ایک ہی حکومت ایک ہی انتظام اور ایک ہی مرضی کے ماتحت ہے تو اس کے روح میں ایک عجیب تحریک ہوتی ہے جو اس کو تمام مخلوق کے ساتھ نیک سلوک کرنے اور اتحاد کرنے کے لئے مجبور کرتی ہے لیکن اسلام نے صرف توحید باری تک ہی بس نہیں کی بلکہ وہ انسان کو اور بھی اعلےٰ طبقات میں لے جاتا ہے اور اسماء و صفات الٰہیہ کے پاک اور خوشی دینے والی جنات کا سیر کراتا ہے اور وہ لوگ جو کہ اللہ تعالیٰ کے ان اسماء و صفات کا غور سے مطالعہ کرتے ہیں جو قرآن میں بیان کئے گئے ہیں تو وہ اس مشاہدہ کے ذریعہ محبوب حقیقی کا چہرہ دیکھ لیتے ہیں اور اس دنیا کی زندگی میں ان جنات میں داخل ہو جاتے ہیں

جلکی دینا مرکر خواہش کرتی ہے۔ قرآن شریف ایسے عجیب طرز پر صفات الہیہ کا بیان کرتا ہے کہ پڑھنے والے کو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہی دیکھ رہا ہے جب ایک مسلمان الحمد پڑھتا ہے اور وہ سوچتا ہے کہ میرا اللہ وہ ہے جو رب ہے جو تمام جہانوں کا خالق اور تمام جہانوں کا پرورش کرنیوالا ہے اور میرا خدا وہ پیارا خدا ہے جو الرحمٰن ہے جس نے بہت سی چیزیں بغیر ہماری کسی قسم کی درخواست وسوال یا محنت کے ہمارے فائدے کے لئے پیدا کر دی ہیں اور میرا خدا رحیم خدا ہے جو دعاؤں کو سنتا ہے اور میری ہر محنتوں کو ضائع نہیں ہونے دیگا میرا خدا مالک خدا ہے جس نے بہت سی چیزوں کا مجھے مالک بنا دیا ہے اور میرے اعمال کی جزا خیر یا سزا جو دیتا ہے بادیگا وہ ایک مالکانہ رنگ میں ہوگی اور اس کا سلوک میرے ساتھ ایسا ہے جیسا کہ ایک حکیم و دانا غفور الرحیم مالک کا سلوک اپنی مملوک چیز کے ساتھ ہو سکتا ہے تو بے اختیار اس عبداللہ کے منہ سے یہ آواز نکلتی ہے وجدناك رحمانا فما اللھم بعدہٗ دیتنا یا حبیبی بعین تتود۔ اے ہمارے خدا ہم نے تجھے پایا پس اس کے بعد کوئی غم نہ رہا۔ اے پیارے ہم نے تجھے اس آنکھ سے دیکھا ہے جو روشن ہوگئی ہے ایسی صفات حسنہ والے اور ہر عیب سے منزہ خدا پر ایمان لاکر جو اثر انسان کی طبیعت اور اخلاق پر پڑتا ہے اس کا بیان انسان کی طاقت سے باہر ہے اس مضمون کو کتاب مبین نے بہت سے مقامات پر خود بیان فرمایا ہے۔ بنمونہ کے طور پر چند آیتیں درج کیجائینگی ۔ خدائے حکیم نے جو اپنی صفات قرآن شریف میں بیان فرمائی ہیں اونکی اور لا انتہا خوبیوں کے علاوہ ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ ایک صفت دوسری صفت کے مخالف نہیں ہے بلکہ ایک دوسرے کی مؤید ہے اور انکا آپسمیں ایسا تعلق ہے کہ ایک کو چھوڑ دیا جاوے تو باقی صفات خود تقاضا کرینگی کہ وہ صفت بھی ہم میں ہونی چاہیئے۔ ہر ایک صفت اپنا علیحدہ علیحدہ کام بھی کر رہی ہے لیکن وہ دوسری صفات کے ساتھ ایسی ملی ہوئی ہے کہ ہم اس کو اور صفات سے علیحدہ نہیں کر سکتے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اپنا کام کر رہی ہے لیکن رحمانیت اسکی مخالفت نہیں کرتی بلکہ رب کے لئے ضرور ہے کہ وہ رحمان بھی ہو اسیطرح رحیمیت اور مالکیت کا حال ہے اس سے ہم یہ سبق سیکھتے ہیں کہ باوجودیکہ اللہ تعالےٰ کی متعدد صفات ہیں تاہم وہ ہر ایک اپنا اپنا کام کر رہے ہیں بلکہ ایک دوسرے کے لئے ضروری ہے

اور وہ کبھی آپسمیں مخالفت نہیں کرتیں اور نہ کبھی آپسمیں اُنکا جھگڑا ہوتا ہے۔ اسیطرح ہمیں جو ہم اس اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں آپسمیں ایک ہو کر اور ملکر کام کرنا چاہیئے خواہ ہمارے وجود علیحدہ علیحدہ ہیں اور کبھی آپسمیں جھگڑا اور فساد نہ ہووے خواہ ہم مختلف کام کرتے ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس خوبصورت پیرایہ میں اپنی پاک صفات کا ذکر فرما کر پھر انسان کو حکم دیتا ہے احسن کما احسن اللہ الیک تو بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کر جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے تجھ پر احسان کیا ہے اور زمین میں فساد اور بغاوت نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ وہ اللہ تعالےٰ جسکی پاک صفات تیرے سامنے بیان کی گئی ہیں فساد کرنیوالوں سے پیار نہیں کرتا اور وہ پسند کرتا ہے کہ تو اسکی مخلوق کے ساتھ اُس ہمدردی اور سلوک کے ساتھ پیش آئے اور مفت بغیر کسی قسم کی غرض کے ان کے ساتھ احسان کرے جیسا کہ ان کے رب نے جو تیرا بھی رب ہے تیرے ساتھ احسان کیا۔ اور تو خدا کی نعمتوں کا اسطرح شکریہ ادا کر سکتا ہے کہ ان نعمتوں سے دوسروں کو بھی حصہ دے اور تیری خوشی میں دوسرے بھی شریک ہوں اور چاہیئے کہ تو بہتوں کی مفت میں ربوبیت کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تیری ربوبیت کی اور بہتوں کو بغیر غرض کے کھلائے اور پلائے جیسا کہ اللہ تعالےٰ تجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ اور اسیطرح بہت سے لوگوں کے ساتھ بغیر اُن کے سوال کے نیک سلوک کر۔ اور کسی کے مناسب سوال کو رد نہ کر اور اگر تیرے ماتحت کسی کے مالک ہوئے ہیں تو تو اس سے ایسا سلوک کر کہ جیسا اللہ تعالیٰ نے تیرا مالک ہو کر کیا ہے۔ یاد رہے کہ یہ باتیں صرف کہنے کی نہیں ہیں بلکہ ایسے نمونے مسلمانوں میں ہر زمانہ میں موجود رہے ہیں اور اب بھی پائے جاتے ہیں۔ مثال کے رنگ میں ہم تھوڑا سا ذکر اپنے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا لاتے ہیں جو ان تمام صفات کا کامل مظہر تھے آپ بڑے فیاض تھے اور بہت سے لوگوں کی ربوبیت کیا کرتے تھے آپ کا جود و سخا تمام لوگوں سے بڑھا ہوا تھا اور آپ کے دسترخوان پر غربا پرستوں کی ایک بڑی جماعت پرورش پاتی تھی جو اصحاب الصفہ کے نام پر مشہور ہیں آپ بہت سے لوگوں کو بغیر سوال کے دیا کرتے تھے بلکہ آنحضرتؐ کے سوانح پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بہت دفعہ لوگوں کو جبراً دیا کرتے تھے اور آپ کے لئے سوال کرنیوالوں کو نہ دینا یہ تو غیر ممکن تھا۔ یہ وہ باتیں ہیں جنکی شہادت آج کے اور اسوقت کے دشمن اور دوست متفق ہو کر دیتے ہیں اور ان

باتوں کی شہادت میں اتنے واقعات درج کر سکتے ہیں کہ انکی علیحدہ ایک کتاب بن سکتی ہے غلاموں اور نوکروں اور بیویوں سے ایسا سلوک کیا کہ تمام کے تمام آپ کے عاشق صادق ہو گئے اور یہ عشق انکو ایسا مزے دار معلوم ہوا کہ اس کے مقابلہ میں انہوں نے تمام دنیا کو ہیچ اور ناچیز سمجھا آپ کے ساتھ تمام تکالیف کو اوٹھانا گوارا کیا۔ حضور کا ایسا کوئی غلام نہ تھا کہ آپ نے اُس کو آزاد نہ کر دیا ہو۔ اسی طرح آپ نے زید کو بھی آزاد کر دیا۔ جبکہ اس کے والد نے سنا کہ زید رض آزاد کر دیا گیا ہے تو وہ آپ کو لینے کے واسطے مکہ میں آیا۔ لیکن زیدؓ نے اپنے باپ کے ساتھ اپنے پیارے وطن کو جانے سے انکار کیا اور کہا کہ میں تو اپنے اس محسن کے قدموں میں جان دونگا اور واقعی اس نے رسول اللہ کے ہی قدموں میں جان دی۔ حضرت انس رض جو مشہور صحابی ہیں آپ کی والدہ نے ان کو حضرت رسول کریمؐ کی خدمت میں دیدیا تھا۔ اور حضرت انس رض نوکروں کیطرح نبی کریمؐ کے پاس رہتے تھے انکی گواہی ہے کہ میں آپ کی خدمتیں دس برس تک رہا ہوں مگر حضرتؐ نے مجھے کبھی نہ کہا کہ تو نے یہ کام کیوں نہ کیا۔ یا ایسا کیوں نہ کیا۔ رسول اللہ صلعم کو جب پہلی دفعہ خدا تعالیٰ کیطرف سے اطلاع دیگئی کہ آپ تمام جہان کیطرف رسول کر کے بھیجے گئے ہیں تو آنحضرتؐ کی طبیعت پر کام کی بڑائی کو دیکھکر رعب پڑا خدیجہ رض سے اس کا اظہار کیا جواب کیا ہی حق اور حقیقت کا بھرا ہوا ہے جو اس تجربہ کار عورت نے دیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا اثر آپ کی بیوی پر کیا تھا کلا واللہ لا یخزیک اللہ ابداً انک لتصل الرحم وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق وتصدق الحدیث۔ ترجمہ۔ ہرگز نہیں اللہ تعالیٰ کی قسم تجھے اللہ تعالیٰ کبھی شرمندہ نہیں کریگا تو رشتہ داروں سے ملاپ رکھتا ہے تکلیف زدہ کا دکھ اٹھاتا ہے گم گشتہ اخلاق تیری صحبت سے ملتے ہیں تو مہمان نواز ہے عمدہ اور ضروری کاموں میں امداد دیتا ہے اور تو راستباز ہے۔

عایشہ رض صدیقہ جو آپ کی آخری عمر کی گواہ ہیں اُن سے کسی نے آپ کے خلق کی بابت سوال کیا آپ رض نے کہا کان خلقہ القرآن آپ کا وہ خلق تھا جو قرآن میں بیان کیا گیا ہے اور آپ قرآن کا عملی نمونہ تھے۔ یہ ایسی باتیں ہیں کہ اگر انسان تھوڑی دیر تک سوچے تو

رسول کریم کی محبت دل میں گھر کر جاتی ہے اور یہ ایسی صفات ہیں کہ ہر ایک خُلق کا بنیادی پتھر ہیں۔ جس قوم کے ہر فرد میں یہ خلق پائے جاتے ہوں کبھی انمیں نااتفاقی اور ناچاقی نہیں ہو سکتی۔ کیا کوئی منکران محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے اپنے پیشوا کے متعلق اس کے ہمعصر دوست و دشمنوں کی کوئی ایسی گواہی پیش کر سکتا ہے ہر گز نہیں اور کبھی نہیں۔ فاتوا بسورۃ من مثلہ۔ الایہ۔ کیا عیسائی صاحبان اس بات کو ثابت کر سکتے ہیں کہ یہودوں نے متفق ہو کر الامین کا خطاب حضرت مسیح کو دیا۔ خیر یہودیوں کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ وہ حضرت مسیح کے دشمن تھے۔ لیکن مسیح کی بد اخلاقی جو انجیل سے ثابت ہوتی ہے وہ بھی ایک معمولی انسان کو ڈرانے کیواسطے کافی ہے۔ انجیل سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ عام طور پر لوگوں سے باتیں کرتے ہوئے طیش میں آجاتے تھے اور جھنجلا جاتے تھے اور لوگوں سے نہایت بدسلوکی سے پیش آتے تھے۔ بہت سے واقعات کے علاوہ انجیل میں یہ قصہ درج ہے۔ کہ مسیح کی والدہ صاحبہ اور ان کے بھائی جب ان کے ملنے کے واسطے آئے تو مسیح نے کہدیا کہ میری کوئی والدہ نہیں اور نہ کوئی بھائی ہے۔ اور آپنے اپنی ماں کو ملنے سے انکار کر دیا۔ شائد یہ اسواسطے کیا ہو کہ کہیں آپ کی خدائی پر دھبہ نہ آجائے۔ دیکھا گیا ہے کہ اکثر لوگ جو دوسری جگہ میں اجنبیوں کے سامنے اپنے آپکو اونچی ذات کا یا بڑا آدمی ظاہر کرتے ہیں۔ جب اُن کے اصلی رشتہ دار ملنے آتے ہیں تو وہ یا تو ملنے سے دل چراتے ہیں اور اُن سے ملتے ہی نہیں یا سرے سے اس رشتہ کا ہی انکار کر دیتے ہیں۔ باوا دیانند نے بھی اپنے حسب و نسب اور جنم بھوگ کو چھپایا ہے۔ شائد انکی یہ خواہش ہوگی کہ پرانے گمنام و نشان رشیوں کے ساتھ انکی مشابہت پوری ہو جاوے پھر آپکی تعلیم نیوگ وغیرہ دور پر برہمو سماج اور سناتن دھرم لوگوں نے جو گواہی دی ہے اُس سے بھی آپکی خوب قلعی کھلتی ہے۔ محمد صلعم کی حالت اس سے بہت اعلےٰ اور بلند ہے ... کوئی بد اندیش آپ پر اسطرح کے اعتراض کرے جس شخص پر عرب جیسی نکتہ چین قوم اعتراض نہیں کر سکی اسپر تیرہ سو برس کے بعد کسی شخص کو کسی قسم کے اعتراض کرنیکا حق نہیں رہا۔ جو اس زمانہ میں ایسا کرے ... ات قابل سماعت نہیں ہے اور وہ پاگل ہے جو اس قسم کی کوشش کرتا ہے ہم رسول اللہ صلعم کی ہمعصر ... کی گواہی ماننے پر مجبور ہیں۔ کیونکہ وہ آپکی زندگی کے سچے شاہد ہیں اور گواہی دینے والے صرف دوست ہی نہیں ہیں بلکہ رسول اللہ کے اخلاق حسنہ کے وہ لوگ بھی معترف ہیں جو مذہبی مخالفت کے باعث آپکے خون کے پیاسے تھے۔ اور ان مخالفین میں یہود اور نصاریٰ بھی شامل ہیں۔ اور ان لوگوں نے بھی اخلاق نبوی پر کسی قسم کا

کوئی اعتراض نہیں کیا بلکہ بعض یہودیوں نے آپ کے اخلاق کو دیکھکر آپ کو رسول اللہ مان لیا جس طرف کان لگاؤ ہیں محمد صلعم کی حمد کے گیت کانوں میں گونج رہے ہیں اور جسطرف دیکھیں محمدؐ کا جمال نظر آتا ہے خدا تعالیٰ کے ساتھ جو آپ کا تعلق تھا اس سے آپ اپنے مخالفوں سے عشق محمد علی ربہ کا (محمد اپنے رب کا عاشق ہے) خطاب پایا۔ انسانوں سے جو آپ کا احسان و سلوک تھا اُس سے آپ نے تمام جہان سے الامین کا خطاب پایا۔ اب کسی مدہوش اور شراب خوار کفارہ کے ماننے والے یا یوگ پر ایمان رکھنے والے کا کوئی حق نہیں کہ تیرہ سو برس کے بعد اس پاک اور معصوم انسان پر فیصلہ کرنے بیٹھ جاوے۔ رسول اللہؐ کے اخلاق ایسے اعلیٰ درجہ کے تھے کہ آپ نے تمام مخاطبوں کو زور سے کہا کہ قد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون۔ پس ضرور ہیں ایک عمر تم میں اس سے پہلے رہ چکا ہوں کیا تم سمجھتے نہیں یعنے ایک بڑا عرصہ جو کم از کم چالیس برس ہے تم میں رہا ہوں۔ کیا تم مجھپر کسی قسم کا دھبہ لگا سکتے ہو یا میری کوئی اخلاقی کمزوری ثابت کر سکتے ہو کہ کبھی میں نے کوئی جھوٹ بولا ہو۔ تو لوگوں نے کہا کہ ماجربنا علیک الکذب (ہم نے آجتک آپ پر کبھی جھوٹ تجربہ نہیں کیا) رسول اللہ نے کہا کہ جب تم جانتے ہو کہ میں ایسا پاک اور صاف راستباز آدمی ہوں تو پھر تم میری نبوت کے بارے میں کیوں شک کرتے ہو اور اس دعوے میں کیوں جھوٹا خیال کرتے ہو کیا اتنی بڑی موٹی بات بھی تمہاری سمجھ میں نہیں آتی۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ یہ بات کہ حضور علیہ السلام کے اخلاق بڑے اعلیٰ تھے اور حضور کبھی جھوٹ نہیں بولے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے نبی صادق ہونے کے ثبوت میں پیش کرتا ہے جس سے عرب انکار کرتے تھے لیکن مقابلہ میں ہم کسی عرب کی آواز نہیں سنتے جو حضور کے اخلاق حسنہ سے انکار کرتا ہو اس دلیل کو چھوڑنیکی کوشش کرتا ہو۔ بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ دشمن جھوٹا الزام لگانے سے بھی ڈرتے تھے۔ اور خیال کرتے تھے کہ اگر ہم محمدؐ کی مذمت بیان کریں گے تو دنیا میں کوئی ہمارے ساتھ متفق نہیں ہوگا اور ہم خود جھوٹے قرار دیئے جاویں گے اور اس پاک محمدؐ کی مذمت کرنیسے خود مذموم ہو جائینگے یہ ہے محمدؐ کی پاک اخلاق کا مضبوط قلعہ جسپر دشمن حملہ کرنیسے ڈرتا ہے اور اب بھی اگر کوئی بد اندیش اس زمانہ میں ان اخلاق کے عرش عظیم پر چڑہنے کی کوشش کریگا تو اُسکو محمدؐ کی معصومیت کے انوار ایسے جلد جلا دیں گے جیسے شہاب ثاقب شیطانوں کو جلا دیتے ہیں۔

خدا خود سوزد آں کرم دنی را — کہ باشد از عدوان محمدؐ

الغرض محمدؐ اللہ کے اُن صفات کامل کا مظہر تھا جو قرآن شریف میں بیان کیگئی ہیں اور اُس نے اپنے

اقوال اور افعال کے آئینہ میں اس محبوب حقیقی کے چہرہ کو دکھا دیا تھا۔ اور آپکی اس حالت ہی نے عائشہ صدیقہ رض کو جواب دینے کے لئے یہ ایک پر معنی اور عجیب فقرہ سکھا دیا اور یہی وجہ تھی کہ آپنے بے تکلفی سے اور بغیر سوچنے کے کہدیا کہ کان خلقہ القرآن + یہ جو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ میری صفات کا مطالعہ کرو اور اس کے مطابق لوگوں سے سلوک کرو اور میرے صفات تمہاری اخلاق کا معیار ہیں اور یہ ایک عمدہ اور سیدہی راہ ہے جس سے تم اللہ کی رضامندی حاصل کر سکتے ہو اسبات کا اللہ تعالیٰ نے بہت سے مقامات پر ذکر فرمایا ہے اور عموماً اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ جب کوئی حکم دیتا ہے تو اس کے ساتھ ہی اپنی اُن پاک صفات کا ذکر فرماتا ہے جو اس حکم کے متقضی ہوتی ہیں یہ ایک عجیب اور مفید طرز ہے جو قرآن کریم پڑہنے والے اور اسکو بغرض عمل مطالعہ کرنیوالے کو مجبور کر دیتی ہے کہ وہ اپنے خالق کی نقل کرے یہ ایک بڑی آرام دہ اور تسلی بخش بات ہے اور اس سے نیکی کرنا آسان ہو جاتا ہے اور یہ باتیں یونہی نہیں لکھی گئیں بلکہ مسلمانوںنیں ہمیشہ تخلقوا باخلاق اللّٰہ کے فقرہ پر عمل کرنیکی کوشش کیگئی ہے مسلمانوں میں اس قسم کے نمونے پائیجاتے ہیں اور عاجز راقم کو بھی اس بات کا ذاتی تجربہ ہے کہ جب کوئی انسان خلاف طبع کام کرتا ہے یا بیجا تکلیف دیتا ہے تو اسوقت طبعاً جوش آتا ہے اور بدلہ لینے کو دل چاہتا ہے لیکن جب یہ خیال آتا ہے کہ میرا رب غفور رحیم ہے اور اُس ستار نے میری بہت سی کمزوریوں سے درگذر کی ہے مجھے بھی چاہیے کہ میں اس کے بدلہ میں اپنے ہمجنس سے درگذر کروں یہ ایک ایسا پاک اور خوشی دینے والا خیال ہے کہ وہ تکلیف راحت سے بدلجاتی ہے۔ اور جوش نرمی سے۔ انسان معاف کرکے وہ خوشی حاصل کرتا ہے جو بدلہ لینے سے حاصل ہونی بالکل غیر ممکن ہے + اللہ تعالیٰ عفو اور درگذر کی تعلیم دیتا ہے اور فرماتا ہے لا یحب اللّٰہ الجھر بالسوءِ من القول الا من ظلم وکان اللّٰہ سمیعاً علیماً ان تبدوا خیراً او تخفوہ او تعفوا عن سوءٍ فان اللّٰہ کان عفواً قدیراً۔ کسی بری بات کو پکار کر کہنا اللہ کے نزدیک ناپسند ہے ہاں مگر جسپر ظلم کیا گیا اس کو فریاد کرنیکی اجازت ہے اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ تم یونہی لوگوں کے عیب بیان نہ کرتے پہرو۔ جب اللہ تعالیٰ ہر ایک شخص کے عیبوں اور خوبیوں کو جانتا ہے + لوگوں کی عام عادت ہے کہ یونہی ایک دوسرے پر بدظنی کرکے عیب لگاتے ہیں اور لوگوں کی بری باتیں مشہور کرتے ہیں اس سے دنیا میں بڑا فساد پڑتا ہے اور بہت سے انسانوں پر بیجا ظلم کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ناپسند کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تم دوسروں کی برائی کیوں مشہور کرتے ہو جس پر ظلم کیا گیا ہے وہ خود فریاد کر سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ خود بھی ایسے ظالموں کو پہچانتا ہے

اور وہ مظلوموں کی آواز کو سنتا ہے اس نے اس دنیا میں بہت سے ایسے انتظام بھی کر دیئے ہیں جن سے ظالموں کو
سزا ملتی رہتی ہے اور آگے ان کے لئے جہنم طیار ہے۔ اگر تم نے کوئی بھلی بات دیکھی ہے تمہارا اختیار ہے
کہ مناسب موقعہ دیکھکر اس کا اظہار یا اخفا کرو۔ بہرحال اگر تم برائی سے درگذر کرو تو اچھی بات ہے پس ضرور
اللہ بھی درگذر کرنیوالا اور بڑا قادر ہے اگر تم اللہ کیو اسطے اپنے بھائی سے درگذر کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے
گناہوں سے درگذر کریگا۔ اور اگر کسی نے تمکو کچھ نقصان پہونچایا ہے تو عفو کیصورت میں وہ قدیر اپنی قدرت سے
اس نقصان کو دور کر دیگا۔ اور جسطرح خدا قدیر ہو کر پھر بھی معاف کر دیتا ہے اسیطرح اگر تم بھی بدلہ لینے
کی قدرت رکھتے ہو تو بدلہ لینے سے درگذر کرو۔ اللہ تعالیٰ شکر کرنیکی تعلیم دیتا ہے اور فرماتا ہے مایفعل اللّٰہ
بعذابکم ان شکرتم وامنتم فکان اللہ شاکراً علیم۔ اللہ تعالیٰ تم کو عذاب دیکر کیا کریگا اگر
تم شکر کرو اور ایمان لاؤ۔ اللہ بھی شکر کرنیوالا ہے اور شکر کرنیوالونکو جانتا ہے۔ دوسرے سیپارہ کے ۱۴ رکوع
میں اللہ تعالیٰ عورتوں کے ساتھ نرمی اور حسن سلوک کے وعظ کرتے ہوئے فرماتا ہے واعلموا ان اللّٰہ
یعلم ما فی انفسکم فاحذروہ واعلموا ان اللہ غفور حلیم۔ اور تم جان لو کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے
جو بات تمہارے دلوں میں ہے۔ یعنے تم دل میں بھی برا خیال نہ کرو۔ اور منصوبے باندھنا چھوڑ دو۔ اور
علیم بذات الصدور سے ڈرو۔ اور جان لو کہ اللہ ہی بخشنے والا اور حلیم ہے تم بھی عورتوں کی کمزوریوں
سے حد مناسب تک ضرور درگذر کیا کرو۔ اور تحمل سے پیش آیا کرو۔ اللہ تعالیٰ انسانوں کو صدقہ اور فقرا
پر خرچ کرنیکا حکم دیتا ہے اس کے بعد فقرا کے ساتھ جو بدسلوکی کیجاتی ہے اور بعض دفعہ انکو
متکبر مالدار ایسے دل کو پھاڑ دینے والے الفاظ سے جھڑک دیتے ہیں جس سے بیچارے فقیر کا دل پھٹ جاتا
ہے۔ اس بدی کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللّٰہ
ثم لا یتبعون منّاً ولا اذی لھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم
یحزنون قول معروف خیر من صدقة یتبعھا اذی واللہ غنی حلیم۔
وہ لوگ جو اللہ کے رستے میں مال خرچ کرتے ہیں پھر دیکر نہ احسان جتلاتے ہیں اور نہ تکلیف دیتے ہیں انکو
اُن کو پروردگار اُس کا بدلہ دیگا اور اُنکی خوب پرورش کریگا۔ نہ اُن کو آیندہ کی مصیبتوں کا ڈر ہے اور نہ اُنکی
گذشتہ زندگی قابل افسوس۔ سائل کو اگر دینے کے لئے پاس کچھ نہیں ہے تو اُس کو جھڑکنا نہیں چاہیئے۔
اور اس کو اچھی بات کہنی چاہیئے۔ اور ایسی بات کہنی چاہیئے جس سے اس کے دل کو تسلی ہو اس کے لئے

دعا مانگنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اس کو مسکنت سے نجات دیوے اور اپنے لئے بھی دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی بری حالت سے بچائے کہ کوئی حاجتمند ہم سے سوال کرتا ہے اور ہم اسکی کچھ مدد نہیں کرسکتے۔ ایسی بات کہنا اور فقیر کے لئے ایسی دعا کرنا اس صدقہ سے بہتر ہے کہ صدقہ دینے کے بعد فقیر کو جھڑکنا شروع کردیا جاوے۔ اللہ تعالیٰ بڑا غنی اور حلیم ہے۔ اگر تم غنی ہو تو حقیقی غنی کے فضل سے ہو اور اگر وہ غنی چاہے تو اس فقیر کو تم سے زیادہ غنی کرسکتا ہے پھر تم اس مصیبت زدہ ہم جنس کو کیوں جھڑکتے ہو اللہ تعالیٰ تو بڑا حلیم ہے پھر تم کیوں تیزی اور چھچھورا پن دکھاتے ہو اس طرح کی آیات سے قرآن شریف بھرا پڑا ہے خاصکر میں اپنے ناظرین کو سورۃ الفرقان کا وہ رکوع پڑھنے کی التجا کرتا ہوں جسمیں اللہ تعالیٰ عباد الرحمٰن کے اخلاق کا ذکر کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو رحمٰن مانتے ہیں اور اس کو خوش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو رحمٰن ماننے سے انسان ایسے ہو جاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خود بیان فرمایا ہے اور جبتک انسان میں ایسی خوبیاں نہوں اُنمیں کبھی محبت اور اخوت نہیں ہوسکتی جہاں ایسے لوگ آپسمیں ملکر ہیں کبھی باہمی حسد اور کینہ یا بغض پیدا نہیں ہوسکتا۔ اور ایسے لوگوں کے رہنے کی جگہ اسی دنیا میں اُس آخری جنت کا نمونہ ہو جاتی ہے جسکی خدا اسطرح تعریف کرتا ہے ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا علیٰ سرر متقابلین۔ اگر ان کے دلوں میں کسی قسم کا کینہ یا غل اور حسد یا بغض وغیرہ تھا وہ ہم نے نکال لیا ہے۔ اور ان کے دل اب بالکل پاک و صاف ہو گئے ہیں اور وہ آپسمیں بھائی بھائی ہو گئے ہیں ایکدوسرے کے مقابل تختوں پر بیٹھے ہوئے آرام کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

اسجگہ پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قادیان کا تھوڑا سا ذکر کر دیا جاوے کیونکہ ان آیات کا عملی نمونہ میں نے خود اسجگہ دیکھا ہے۔ شائد دل سے نکلی ہوئی بات کسی اور دل پر اثر کر جائے اور اس کے لئے مفید ہو۔ اس زمانہ میں قادیان ایک ایسا مکان ہے جہاں پر ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جن کے اخلاق کا نقشہ اللہ تعالیٰ نے اوپر کی آیات میں کھینچا ہے۔ میں اسجگہ اس بات کا ذکر نہیں کرونگا کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں بیٹھنے اور حضور کی روزانہ تقریروں اور زندگی کے روزانہ حالات دیکھنے سے انسان پر کیا اثر ہوتا ہے اور مولوی نور الدین صاحب کی صحبت سے کیا کیا فوائد حاصل کرسکتا ہے اور کسطرح یہ پاک انسان دوسرے بچوں سے بھی ایسی محبت کرتا ہے جسطرح اپنے حقیقی بچے کے ساتھ ممکن

ہوسکتی ہے اور کسطرح انکو قرآن شریف کی تعلیم دیجاتی اور دین سکھایا جاتا ہے اور کسطرح انسان کے سامنے عملی نمونے پیش کیئے جاتے ہیں جنکا بے اختیار اور بے تکلف اندر ہی اندر ایسا اثر پڑتا ہے کہ انسان بیان نہیں کرسکتا۔ مدرسہ کے اُستادوں کے نیک اخلاق اور عمدہ نمونہ اور بچوں کے ساتھ سچی ہمدردی اور اُن کو نیک بنانیکا سچا جوش اور ان کا اخلاص طالبعلموں کے اخلاق پر ایک عظیم الشان اثر کرتا ہے بلکہ میں تھوڑا سا اس بات کا ذکر کرونگا کہ قادیاں کے رہنے والے میرے جیسے آدمی سے بھی کسطرح پیش آتے ہیں۔ میں اسجگہ علیحدہ علیحدہ اشخاص کا ذکر نہیں کرونگا کیونکہ بات پھر لمبی ہو جائیگی اور حق بات یہی ہے کہ میں ان کا حق ادا نہیں کرسکونگا۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میری زبان ایسی مبین نہیں کہ میں اس محبت اور عزت کا پورا بیان کرسکوں جو بزرگواروں کے لیئے میں بڑے زور سے محسوس کر رہا ہوں نہ میں ان احسانوں کا ذکر کرسکتا ہوں جو انہوں نے مجھ پر للہ کیئے۔ اور میں خوب جانتا ہوں کہ انہوں نے صرف للہ کیئے اور یہی بات بڑی خوشی دینے والی اور راحت بخشتی ہے کہ اُنہوں نے جو کچھ کیا صرف للہ اور بغیر کسی غرض کے کیا۔ میری حالت ایسی نہیں ہے کہ وہ مجھ سے کسی قسم کی امید کرسکیں۔ میں اپنی حالت کو خوب جانتا ہوں اور اُنکی حالت سے بھی خوب واقف ہوں + میں تھوڑی سی اور مجمل بات کروں گا میرے خیال میں ایک شریف طبیعت کے لیئے جو بدبختی سے پاک اور دوسرے کو شریف خیال کرتی ہے۔ اتنا ہی کافی ہے + میں قادیاں میں قریباً پانچ برس رہا ہوں فسٹ مڈل میں تھا جب میں تعلیم الاسلام اسکول میں آکر داخل ہوا۔ انٹرینس پاس کرنے کے بعد ۱۵ جولائی ۱۹۱۵ء کو قادیاں کی مستقل رہایش چھوڑنی پڑی۔ اس عرصہ میں قادیاں کے لوگ ایسی محبت اور ہمدردی سے پیش آتے رہے کہ مجھے قادیاں سے سخت محبت ہو گئی ہے اور اس کے سوا کوئی اور جگہ پسند نہیں آتی ان لوگونکی محبت میرے دل میں ایسا گھر کر گئی ہے کہ جبتک مہینے میں ایک دو دفعہ وہاں جاکر ان چہرونکی زیارت نہ کرلوں مجھ سے کوئی کام نہیں ہوسکتا۔ گویا کہ ان لوگونکی ملاقات کرنا اور اُنکی باتونکو سننا میری روح کی غذا ہو گئی ہے جس کے سوا وہ مردہ ہو جاتا ہے۔ اس کو پھر تازہ اور زندہ کرنے کے لیئے اس غذا کی ضرورت ہوئی ہے + میں خوب محسوس کرتا ہوں کہ ان سے ملنا میری روح وجسم دونوں کو قوت دیتا ہے۔ اور دیکھتا ہوں کہ وہ ایک قسم کی غذا ہے جسکو میری جسمانی حستیں بھی محسوس کرتی ہیں۔ ہر ایک شخص اپنے پیاروں سے ملکر یہ بات محسوس کرتا ہوگا۔ یہ ایسی بات نہیں کہ سمجھ میں نہ آئے۔ کیونکہ ہر ایک شخص

بجائے خود اسباب کو کچھ نہ کچھ ضرور جانتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ بات مجھ میں کیوں پیدا ہو گئی۔ کیوں ان لوگوں سے جو نہ میرے ہموطن ہیں اور نہ ہم قوم ہیں نہ کوئی دنیاوی رشتہ اور تعلق ہے اور وہ بھی میری طرح مختلف اطراف سے یہاں آ کر جمع ہوئے ہیں ایسی محبت کرنے لگ گیا۔ اصل میں یہ اُن لوگوں کی ولی محبت اور سچی ہمدردی تھی جس نے میری اُس مردہ قوت کو پھر زندہ کیا۔ اور مجھے مجبور کیا کہ میں اُن سے محبت کروں۔ جیسا کہ میں سمجھتا ہوں میری طبیعت میں دو بڑے نقص تھے ایک تو جلد جوش میں آجایا کرتا تھا اور نہایت تھوڑی سی خلاف طبع بات میری لڑائی کا کافی سبب ہو جایا کرتی تھی اور یہ لڑائی صرف لفظوں تک ہی محدود نہ رہتی تھی بلکہ ڈنڈے اور لاٹھی سے گذر کر چاقو تک کی نوبت پہنچتی مدرسہ قصور کے میرے کلاس فیلو اس بات کے واقف ہیں۔ دوسری یہ بات کہ کسی آدمی سے مجھے محبت نہ ہوا کرتی تھی اور یہ بات کہ دوسروں کے واسطے انسان کے دل میں رقت پیدا ہوتی تھی میں اس سے بالکل بیگانہ تھا۔ یہ نقص آہستہ آہستہ یہانتک ترقی کر گیا تھا۔ کہ والدین کے لئے بھی کبھی میرا دل اداس نہیں ہوا کرتا تھا۔ لیکن ان لوگوں نے اللہ کی اُنپر ہزار ہزار رحمتیں نازل ہوں میرے ساتھ ایسی محبت کی کہ دنیاوی لوگوں میں ایسی مثال کا ڈھونڈنا بالکل عبث ہے اسمیں بڑی اور دلپر بڑا اثر کرنیوالی یہ بات ہے کہ وہ محبت ہر ایک قسم کی کدورت سے پاک ہے ویسی محبت ہے جس کے بعد کبھی رنج اور پشیمانی نہیں ہوتی اور اُنکی محبت نے مجھ میں خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے نبی کی محبت اور قرآن کی محبت میرے دل میں بٹھا دی۔ دنیا کی محبتوں کے پھل عموماً کڑوے ہوتے ہیں لیکن یہ محبت ایسی میٹھی ہے کہ اس کے پھل بھی میٹھے اور نتائج بھی راحت بخش۔ میں خدا تعالیٰ سے بصد عجز و نیاز دعا کرتا ہوں کہ وہ اس محبت کو قائم و دائم رکھکر اس محبت میں ابدالآباد تک ترقی دیوے۔ علیم بذات الصدور میرا گواہ ہے اور وہ لوگ جو میری اسحالت سے واقف ہیں میرے گواہ ہیں میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں اور بغیر کسی قسم کی غرض کے کہتا ہوں کہ انہیں سے بعضوں نے مجھ سے میرے والد صاحب سے بڑھکر محبت کی اور ان سے بڑھ کر میری خیر خواہی کی یہ گواہی ہے جس کو میں چھپا نہیں سکتا۔ اس سے کوئی یہ خیال نہ کرے کہ میرے والد صاحب کو مجھ سے محبت نہیں ایسا گمان کرنا بالکل غلط ہے آپ ایک اعلیٰ درجہ کے شریف آدمی ہیں اور شریف والدین سے جو بچوں کی نسبت امید ہو سکتی ہے میرے والد صاحب اس سے بڑھ کر مجھ سے محبت کرتے ہیں ہمارا تمام گاؤں اور جو لوگ میرے یا میرے والد صاحب کے واقف ہیں

اس بات کو خوب جانتے ہیں اور انہیں کوئی بھی ایسا والد پیش نہیں کر سکتا جو میرے والد صاحب سے زیادہ اولاد سے محبت کرتا ہو اور خیر خواہ ہو۔ جب میں چھوٹا تھا تو آپ کبھی مجھے اپنے آپ سے جُدا نہ کرتے اور جب باہر کھیتوں میں جاتے تو مجھے خود اٹھا کر ساتھ لیجایا کرتے۔ اور پھر تمام دن میں انکی نظروں کے سامنے کھیلتا رہتا تھا اور جب گھر واپس آتے تو پھر واپس ساتھ لے آتے تھے۔ پھر جب میں ذرا بڑا ہو گیا تو ہمارا ایک نوکر ہوتا تھا جسکی شکل مجھے ابتک یاد ہے وہ مجھے آپ کے ساتھ ہی باہر لیجاتا اور ساتھ ہی واپس لاتا۔ مجھے ابتک وہ کھیلیں یاد ہیں جو میرے والد صاحب میرے دل بہلانیکو میرے ساتھ کھیلا کرتے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے خود مجھے پندرہ سیپارہ قرآن کے اور دوسری جماعت کا اردو اور حساب وغیرہ سکھایا پڑھایا۔ اس کے بعد انہوں نے مجھے قصور کے مدرسہ میں داخل کرا دیا پھر جوں جوں میری عمر بڑھتی گئی انکی محبّت اور نرمی اور مہربانی بھی بڑھتی گئی۔ اللہ تعالیٰ اسکو آئندہ بھی زیادہ کرتا رہے + میں نے اپنے والد صاحب کی محبّت کا تھوڑا سا ذکر اسواسطے کیا ہے کہ ناظرین اندازہ لگائیں کہ وہ محبّت کیا ہی ہوگی جو دارالامان کے لوگوں نے مجھ سے کی۔ وہ ایسے لوگ ہیں گناہوں کو معاف کر کے گناہ چھڑا دیتے ہیں وہ ایسے لوگ ہیں کہ جوشوں کو معاف کر کے جوش گھٹا دیتے ہیں اور ان کے اندر ایک قوت تحمّل اور برداشت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جگہ تو شرارت کے بدلہ سزا دیکر شرارت کو روکا جاتا ہے۔ اور بعض دفعہ ایک حد تک یہ علاج مفید بھی ہوتا ہے لیکن ان لوگوں میں عجیب بات ہو گئی کہ شرارت کو معاف کر کے اس کا علاج کرتے ہیں اور یہ معافی شرارت کرنیوالے کا علاج ہو جاتی ہے اور اس کے بعد ایسے انسان کو شرارت سے دلی نفرت پیدا ہو جاتی ہے ان کا معاف کر دینا سزا دینے سے زیادہ موثر ثابت ہوتا ہے + یہ واقعات ہیں جن کا میری اپنی ذات سے تعلق ہے اور میں اون کا اثر خوب محسوس کر رہا ہوں انہوں نے ہم سے محبت کر کے ہمیں سکھایا کہ دوسروں سے اسطرح محبّت کیا کرتے ہیں انہوں نے ہماری بیمار پرسی کر کے ہمیں بتایا کہ جن کے ساتھ بظاہر کچھ تعلق نہ ہو ان کے ساتھ بھی انسان محض للہ فی اللہ ہمدردی کر سکتا ہے اور مدرسوں میں تو اُستاد لڑکوں کو ڈرا کر اور رعب ڈالکر ادب سکھلاتے ہیں لیکن ان استادوں نے اللہ تعالیٰ انپر اپنی برکتیں نازل کرے ہمارے جیسوں کا خود ادب کر کے ہمیں سکھایا کہ دوسروں کا کسطرح ادب کیا کرتے ہیں ہمارے جوشوں کا نرمی سے مقابلہ کر کے ہمیں نرم کر دیا اور ہمارے ساتھ عملی طور پر فیاضی کی اور اس سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ انکی فیاضی کو دیکھکر ہمارے اپنے دلوں کی تنگی دور ہو گئی۔

انہوں نے ہمیں حسنِ ظن کی اور مخفی ظنی سے ہماری بڑی بڑی عزت کی اور ہمیں سکھایا۔ کہ حسن ظن ایک بڑی نعمت ہے اور بد ظنی ایک بہت بری بلا ہے اور اس بات نے ہمارے دل میں حق الیقین کا درجہ کر لیا ہے کہ دنیاوی و دینی بہت سی نقصانات بدظنی سے ہوئے ہیں اگر بدظنی اس دنیا سے اٹھ جاوے تو دنیا چین امن ہے۔ انہوں نے ہم سے محبت کر کے والدین سے محبت کرنا سکھا دیا۔ قادیان میں جون جون میری عمر بڑی ہوتی گئی والدین نے میری محبت بڑہتی گئی۔ اس سے پہلے میں چھوٹا تھا اور قادیان میں ابھی آیا نہیں تہا۔ تو والدین سے مجھے اس قدر محبت نہ تھی جس قدر اب ہے اور یہ بات عام قاعدہ کے بالکل مخالف ہے۔ کیونکہ عام قاعدہ ہے کہ جون جون لڑکا بڑا ہوتا جاتا ہے اس کے دل میں اور اور چیزون کی محبت ہوتی جاتی ہے اور والدین سے تعلق کم ہوتا جاتا ہے لیکن یہان معاملہ بالکل برعکس ہے اور یہ بہت کچھ قادیان کی طینت ہے۔ اب میں اس بات کو یہان ختم کرتا ہون اور وہ لوگ جو چاہتے ہیں۔ کہ ان کے بچے انسے محبت کریں اور ان کے تابعدار رہیں اور سچے دیندار بھی ہون اور دنیا کے معاملات کو بھی اچھی طرح سے سمجھیں خالق مخلوق دونون کے حقوق کو خوب ادا کرنیوالے ہون انکو چاہئے کہ وہ اپنے بچون کو تعلیم الاسلام قادیان میں بھیجدیں اگر انسان مردہ نہیں ہو چکا تو انشاء اللہ فائدہ ہوگا اور ضرور فائدہ ہوگا۔

غزل

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مرا نہ زہد و عبادت نہ خدمت و کارے است — ہمیں مرا است کہ جانم رہین دلدارے است

چہ لذتے است بروبش کہ جان فدایش باد — چہ راحتے است بکویش اگرچہ خون بارے است

مسیح وقت مرا کرد آنکہ دید ایں حال — بہ بین دلایل دعوائے اگرچہ یکبارے است

دوائے عشق نخواہیم کہ آں ہلاکت ماست — شفاء ما بہمیں رنج و درد و آزارے است

نوٹ۔ یہ نظم پہلے کبھی شائع نہیں ہوئی

اگر مردی رہ مولیٰ طلب کن ⁂ چو نالی روز و شب از بہر مرداد ⁂

نمی رنجم گرا کنون سر بپیچند ⁂ کہ ترک رسم و رہ کارے است دشوار

فلک را بین کہ مہر و مہ سیہ شد ⁂ زمین طاعون بر آرد بہر انذار ⁂

مسیح موعود علیہ السلام کی ایک پرانی تحریر

میں خوش کیوں ہوں

میرے دل میں تین خوشیاں ہیں جو میرے لئے دنیا اور آخرت میں بس ہیں۔

(۱) ایک یہ کہ میں نے اس سچے خدا کو پالیا ہے۔ جو درحقیقت خدا ہے۔ جس کی طرف سجدہ کرتے ہوئے ہر ایک ذرہ ایسا ہی جھکتا ہے۔ جیسا کہ ایک عارف جھکتا ہے۔

(۲) دوسری یہ کہ اس کی رضامندی...میں نے اپنے شامل حال دیکھی ہے اور اس کی رحمت سے بھری ہوئے محبت کا میں نے مشاہدہ کیا ہے۔

(۳) تیسرے یہ کہ میں نے دیکھا اور تجربہ کیا ہے۔ کہ وہ عالم الغیب ہے۔ اور ایسا کامل رحیم ہے۔ کہ ایک رحم اس کا نوعام ہے۔ اور ایک خاص رحم اس کا ان لوگوں سے تعلق رکھتا ہے۔ جو اس میں کھوئے جاتے ہیں اور وہ قدیر ہے۔ جن کی تکلیف کو راحت کے ساتھ بدلنا چاہئے۔ ایک دم میں بدل سکتا ہے۔ یہ تین صفتیں اس کے پرستاروں کے لئے بڑی خوشی کا مقام ہیں

بأبأت زيداً	میں نے زید سے کہا کہ میرا باپ تجھ پر قربان ہو
ابدأ الرجل	اس شخص نے عجیب بات ظاہر کی
يُدئ الصبي	اس لڑکے کے چیچک نکل آئی
ابدأ الصبي	اس لڑکے کے دانت گرنیکے بعد پھر نکل آئے
رأيت دهلي فبذأته عيني	میں نے دہلی کو دیکھا تو اس صفتونکی مطابق نہ پایا جو بیان کی گئیں ہیں
تجزأ هذه المرأة	اس عورت کے لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں۔
اذا انادي فتجشأ غنمي	جب میں آواز دیتا ہوں تو میری بکریاں میں میں کرتی ہیں
اجفأت القدر	ہانڈی پر جھاگ آگئی
اجنأ زيد على بكر يضرب	زید بکر پر جسکو مار پڑ رہی تھی اس غرض سے جا پڑا کہ اسکو مار سے بچائے
جوسقاءك فانه حرق	اپنی مشک کو پیوند لگا۔ کہ وہ پھٹ گئی ہے۔
جايأت محموداً في البيت	میں محمود کے ساتھ ایک وقت میں گھر میں داخل ہوا
حصأ الصبي من اللبن	اس بچے نے اپنا پیٹ دودھ سے بھر لیا
اريد ان احتأ كسائي	میں چاہتا ہوں کہ کمبل کو کنارہ لگاؤں
احجأني السائل فاعطوه	اس فقیر نے مجھے تنگ کر دیا اسکو کچھ دیدو
خرجت فاذا الرجل واقفٌ	میں گھر سے نکلی تو کیا دیکھتی ہوں کہ ایک مرد وا کھڑا ہے
ان بقرتنا ما سلحت اليوم	آج ہماری گائے نے گوبر نہیں کیا۔
ان ولينا ما تغوط اليوم له حاجة المسهل	آج ہمارے دوست نے پاخانہ نہیں پھر اسکو جلاب کی حاجت ہے
لا تأكل الحرام وكل خرء الكلب	حرام نہ کھا کتے کا گوہ کھالے۔
اذهب الى الرآس واشتر كراعاً	سری بیچنے والے کی پاس جا اور ایک پایا خرید لا
اعهد الي ان لا تسخر احدا	مجھسے عہد کر کہ میں کسی سے ٹھٹھا نہ کرونگا
يخع قولك في قلبي	تیری بات نے میرے دل میں اثر کیا۔
اليوم شربت لبن شاة بكيئة	آج میں نے کہا گڑ (باکڑی) بکری کا دودھ پیا
عشوت ام لا	تو نے رات کا کھانا کھایا۔ یا نہیں

اذا رآني السارق طارت نفسه شعاعا
سرق الخياط دخريصا من ثوبي
اسقني ماءً صردا
ملكنا صردٌ
اسمع راتبا ما قرأت
صاك الطيب بثوبك
استشر ثم سر
اعروريت الفرس
ضربت الكلب فانبتت عصاي
العصا علاج من عصى
ناءَ زيدٌ بحملٍ
استحملت زيدًا فما احمل
تعالو من يتحلّ اللبن منا
تالى زيدٌ وما برّ
اشلني السلة
يا زيد كم وظيفة غذائك
يا سيدي كفاني عشرة ازكان معها ادامٌ
يا سيدي ما فتواك في الدعبل
حلالٌ عند الشافعي
يا سيدي ما فتواك في المكن
حلال كلوا هنيئا مريئا
يا سيدي ما فتواك في السَرءِ
حلال كلو بغير كراهة

جب چور نے مجھے دیکھا۔ تو اسکی ہوائیاں اڑ گئیں
درزی نے میرے کپڑے کی ایک تریز چرالی
مجھے ٹھنڈا پانی پلا
ہمارا ملک ٹھنڈا ہے۔
کھڑا ہو کر سنا جو تو نے یاد کیا
تیرا کپڑا خوشبو سے مہک رہا ہے۔
پہلے مشورہ کر پھر سیر کر
میں ننگے گھوڑے کی پیٹھ پر سوار ہوا
میں نے کتے کو مارا تو میرا سونٹا ٹوٹ گیا۔
سونٹا نافرمان کا علاج ہے۔
زید بوجھ کو لے ہی نکلا
میں نے زید کو بوجھ اٹھوانے کے لئے کہا پس اسنے نہ اٹھوایا
آؤ دیکھیں کون ہم میں سے پہلے دودھ پیتا ہے۔
زید نے قسم کھائی اور پوری نہ کی
مجھے پٹاری اٹھا دے
اے زید تو کتنی روٹی کھاتا ہے۔
اے میرے سردار سالن سمیت دس روٹیاں کافی ہیں
اے میرے سردار مینڈک کے انڈوں کے بارہ میں تیرا کیا فتویٰ ہے
شافعی کے نزدیک حلال ہیں۔
اے میرے سردار گوہ کے انڈوں کے بارہ میں تیرا کیا فتویٰ ہے
حلال ہیں مزہ سے کھاؤ۔
اے میرے سردار ٹڈی کے انڈوں کے بارہ میں تیرا کیا فتویٰ ہے
حلال ہیں بغیر کراہت کے کھاؤ۔

نامکمل بات سنی مگر (ضرب المثل ہے) تھوڑا سا نہونے سے بہتر ہوتا ہے کہ مطابق جو کچھ ہے۔ وہ پیش کرتا ہوں شائد کہ خدا کے برگزیدہ بندوں پر بات تھی۔ فرمایا کہ یوں تو ہر ایک شخص کہہ سکتا ہے۔ کہ وہ سورج ہے۔ وہ چاند یا ستارہ فلان فلان ہے اور اس طرح گردش کرتے ہیں یہ کوئی خدا کے برگزیدہ ہونے کی نشانی نہیں بلکہ یہ تو ایک معمولی علم کے متعلق ہے۔ خدا کے برگزیدہ بندوں کے لئے تو ایک امتیازی نشان ہونا چاہئے۔ یہ تو ایک معمولی بات ہے۔ کہ ۔۔۔ ایک چور کا دوست اگر اور کچھ نہیں تو انکی دوستی کی وجہ چوری سے بچ جائیگا۔ جب ایک چور اپنے دوست کے ساتھ اتنا سلوک کرتا ہے تو کیا خدا اس چور سے بھی گیا گزرا ہے کیا وہ اسکو کوئی مدد نہیں دیگا نہیں بلکہ جس کے ساتھ خدا کی مدد نہیں سمجھو کہ اس کے ساتھ خدا کا تعلق نہیں ہے۔ فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ خدا نے کس قدر امتیاز رکھا ہے چھوٹے ہیں اور بچے ہیں ہیں جب باہر نکلتا ہوں تو اس طرح لوگ مکھیوں کی طرح گرتے ہیں کہ حیران رہجاتا ہوں کہ اگر خدا نہیں تو اور کون ان لوگوں کو خودبخود کھینچے لئے چلا آتا ہے۔ نہ ہماری طرف سے کوئی واعظ مقرر ہیں نہ کوئی اور سلسلہ ہے خدا ہی ہے کہ خود بخود لئے چلا آتا ہے۔ بلکہ بعض تو اخلاص میں اس قدر بڑھگئے ہیں۔ کہ قریب ہے کہ صحابہ کا نمونہ بن جائیں۔

دیکھو اس وقت اور سینکڑوں پیر ہیں لیکن بعض دفعہ وہ جاتے ہیں۔ اور کوئی مرید تو کھسک جاتا ہے کسی سے وہ لڑرہے ہیں کہ روپیہ لینا ہے تو وہ جواب دیتا ہے کہ آٹھ آنہ لیلو اور وہ بھی بیچارہ بڑی مشکل سے اپنا دامن چھوڑاتا ہے لیکن یہاں سینکڑوں ایسے ہیں کہ گھر بار چھوڑ کر چلے آئے ہیں

جھوٹ) یہ ایک نہایت ہی غلیظ اور سخت مرض ہے جو کہ آجکل دنیا کی اکثر لوگوں کو لگی ہوئی ہے۔ اگرچہ سینکڑوں تدبیریں کی گئیں اور بہت تجاویز سوچی گئیں۔ لیکن یہ ایک ایسی مہلک بیماری ہے جو کہ چھوٹے سے لیکر بڑے تک سب کو لگی ہوئی

ہے اور تعجب ہے کہ اسکا مریض باوجود اس کے کہ اس کو ایک مہلک مرض سمجھتا ہے۔ پھر بھی اس کو ترک نہیں کر سکتا اور آج کل تو یہ ایک نہایت مہذب لفظ ہیں پالیسی کا نام نقاب کئے ہوئے دنیا میں فروغ پا رہا ہے۔ یورپین طاقتیں اور عیسائی لوگ باوجود اس کے کہ یسوع اس کی تردید کرتا ہے۔ اس کو شیر مادر کے طور پر استعمال کر رہے ہیں اور نہیں جانتے کہ اس طرح ہم اپنے قول اور فعل میں بہت بڑا فرق پیدا کر رہے ہیں نہ صرف عیسائیوں میں ہی بلکہ دیگر اقوام میں بھی بہت جلدی پھیلگیا ہے۔ جہاں تک تاریخ سے معلوم ہوتا ہے۔ پہلے زمانہ میں ابھی کی اس قدر کثرت نہیں تھی اور اس وقت اس کا استعمال کرنا ایک بڑا عیب سمجھا جاتا تھا لیکن آج کل تو اس کی کوئی حد باقی نہیں رہی یہاں تک کہ مسلمانوں میں بھی جو کہ ایک ایسے مذہب اسلام کے پیرو ہیں کہ جھوٹ کی سب سے زیادہ بیخکنی کرتا ہے۔ یہ مرض پھیل گیا ہے۔ ایک لڑکا جب کہ کوئی غلطی کرتا ہے تو اپنے باپ ما اور کسی بزرگ کے ڈر سے اس کو چھپانا چاہتا ہے۔ لیکن اس وقت اسکو سوائے جھوٹ کے اور کوئی طریقہ نہیں ملتا اس لئے اسکو مجبوراً بھی استعمال کرنا پڑتا ہے۔ یا نوکر حاکم کے آگے کسی سزا سے ڈر کر اس کی اوٹ کے پیچھے اپنے آپ کو پناہ دیتا ہے۔ اسی طرح اور ایسے سیکڑوں موقع ہیں کہ جہاں آج کل کے لوگ یا وہ جبکہ ایمانی حالت میں گرے ہوئے ہوئے ہیں جھوٹ بولنا ضروری سمجھتے ہیں کاش کہ وہ جانیں کہ خدائے علیم و بصیر کے آگے کس طرح جھوٹ بول سکینگے جہاں کہ ہر ایک کام کا نقشہ سامنے پیش ہوگا بات یہ ہے۔ کہ ایسے لوگوں کو خدا پر یقین نہیں ہوتا بوجہ اس کے کہ عورتیں فطرت کی کمزور ہوتی ہیں اور کسی قسم کے خوف یا دھمکی یا طعنہ و تشنیع کو برداشت نہیں کر سکتیں اس لئے وہ اکثر جھوٹ بولنے کی عادی ہو جاتی ہیں جہاں دیکھا کہ ہمپر کوئی حرف آتا ہے جھٹ کوئی بہانہ بنالیا اور اس طرح اپنا دامن چھوڑا لیا لیکن بات تو یہ ہے کہ۔ اگر خدا پر بھروسہ کیا جائے تو سب کام خود بخود ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ حضرت صاحب نے اس کے متعلق گھر میں فرمایا۔ وہ



باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب مالک مطبع انوار احمدیہ پریس میں مینیجر رسالہ تشحیذ الاذہان کے لئے چھاپا گیا

جو تمہارا دشمن ہوگا

(۶) - اس میں شک نہیں ہے اور خدا تعالی خوب جانتا ہے کہ یہ عاجز نبیوں کی طرح اصلاح
خلق اللہ کے لئے مامور ہوکر آیا ہے اور دل میں بہت جوش ہے کہ وہ کرامات الٰہی جو یہ عاجز
دیکھ رہا ہے لیکن خدا تعالی اپنے قانون قدیم سے تجاوز نہیں کرتا دوست کامل بننا چاہیئے
یا دشمن کامل تا آسمانی نشان ظاہر ہوں ہاں ایک طریق ہے اور اسکو آپ ہی بجالا سکتے ہیں
اور وہ یہ ہے کہ آپ کا اب تک یہ عقیدہ ہے کہ بارہ اماموں کو جس قدر فضیلت ہے وہ اصحاب
کبار کو حاصل نہیں غایت درجہ اصحاب کبار بادشاہوں کی طرح ہیں اور اس عاجز کا یہ
عقیدہ ہے کہ اصحاب کبار کے مقابل میں بارہ امام کچھ بھی چیز نہیں بلکہ اصحاب کبار کی محبت ان
کا فخر اور ان کے ترقی ایمان کا موجب ہے، قرآن شریف میں بجز ابوبکر صدیق رض پر کسی اہلبیت
کا ذکر نہیں اور یہ بھی میرا عقیدہ ہے کہ صحابہ کے بعد جس قدر اہلبیت میں امام ہوئے ہیں - وہ
اپنے کمالات میں بےمثل نہیں بلکہ ایسے لوگ ہمیشہ ہوتے ہیں یہ میرے لیئے شکر کا مقام ہے اور اسبات
کا کہنا اپنے محل پر ہے کہ ان اماموں کے موافق ایک میں بھی ہوں اور ان سے زیادہ بھی بہتیر
انعامات الٰہی ہیں جن کو آپ سمجھ نہیں سکتے اور نہ اس زمانے کی خلقت سمجھ سکتی ہے - اب
اگر میں اس دعوے میں راستی پر نہیں تو میری طرف سے عام منادی ہے کہ شیعوں کے
بزرگ لوگ میرے اشتہار کے موافق مباہلہ اور مقابلہ کے لئے آویں - بیشک اگر وہ آویں
تو اللہ جلشانہ ان کی پردہ دری کریگا اور اپنے بندہ کی تائید میں وہ انوار دکھلائیگا جو ہمیشہ اپنے
خادموں اور بندوں کے لئے دکھلاتا رہا ہے اس طریق سے آپ کرامات کو مشاہدہ کر سکتے ہیں
اور آپ مقدرت رکھتے ہیں کہ کسی شیعہ کے مجتہد کو دو چار ہزار روپیہ دیکر میرے دروازہ
پر بٹھاویں اور مقابلہ کراویں - تا سیہ روی شود ہر کہ دروغش باشد -

(۷) موافق شرائط مطبوعہ کے تحریری بیعت بھی ہو سکتی ہے اگر خدا تعالی کیطرف سے
وقت صفا میسر آیا تو انشاء اللہ آپ صاحبان کے لئے دعا کرونگا - والسلام علی من اتبع الہدیٰ

کہ وہ مناقب کسی بزرگ کے پیش کر دیا کرتے ہیں مثلاً کہتے ہیں کہ حضرت علی رضا کے
حق میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے اور امام حسین کے حق میں یہ فرمایا ہے
مگر یہ خیال کہ کیونکہ اعلیٰ درجہ کی ارادت و محبت کی نسبت پیدا کی جائے اس کا جواب یہ
ہے کہ درحقیقت طبعی اور حقیقی طور پر اعلیٰ درجہ کی ارادت اور فرمانبرداری بغیر پوری
آزمائش کے نہیں ہو سکتی مگر طالب حق اللہ جلشانہ کی توفیق سے کسی قدر قرائن سے بہ
تکلف ارادت مندوں کا پیراہن پہن لیتا ہے پھر عنایت الٰہی سے بمشاہدہ برکات
حق وہ تکلف طبیعت میں داخل ہو جاتا ہے۔ صحابہ اور اہلبیت بھی آہستہ آہستہ مراتب
عرفان کو پہونچے ہیں مگر روز ازل سے انہوں نے وہ خدمات اپنے ذمہ لیں جو بجز کامل
ارادت کے ظہور میں نہیں آسکتیں پھر غایت درجہ کی دشمنی پر جو مرد مقبول کی کرامت
کا ظہور ہوتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ جب دشمن نادان ایک ولی اللہ سے
شروع کرتا ہے اور ہر وقت قول یا فعل سے اس کے درپے آزار ... آخر
ایک دن غیرت الٰہی جوش مارتی ہے جیسا کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے ... عادی اولیائی
فقد آذنته بالحرب اس لئے یہ اصول نہایت صحیح ہے کہ جس کو کرامات کے دیکھنے کا
شوق ہو وہ یا تو غایت درجہ کا دوست ہو جائے یا غایت درجہ کا دشمن کرامات بازیچہ
اطفال نہیں ہے کہ خواہ نخواہ کھیل کی طرح دکھلائی جائیں۔ اللہ جلشانہ اور اس کے وفادار
بندے غیر اللہ سے لاپرواہ ہیں اور خواہ نخواہ بازیگروں کی طرح کرشمہ نمائی ان کی عادت
نہیں اگرچہ اولیاء اللہ پر کرامت مثل بارش کے برستی ہے لیکن وہ شخص جو کہ پورا دوست
یا پورا دشمن نہو ان انوار کے مشاہدہ سے بے نصیب رہتا ہے اس عاجز نے جو سولہ
ہزار اشتہار کرامت نمائی کے لئے شایع کیا تھا اور شرط کی تھی کہ اگر کوئی مخالف منکر
کرامت ہو تو ایک برس تک ہمارے دروازہ پر آکر بیٹھے اس کا ہرجہ دیا جائیگا اس اشتہار
سے اللہ جلشانہ کی غرض یہی تھی کہ اس پابندی سے وہی شخص آکر ایک سال تک بیٹھیگا

ریویو

قرآن کریم کی دعائیں (مصنفہ قاضی محمد ظہور الدین متخلص باکمل) ہمارے پاس بغرض ریویو پہونچی ہے۔ کون نہیں جانتا کہ جماعت احمدیہ کیلئے خصوصاً دعائیں ہی ہیں۔ اس چھوٹے سے رسالہ میں قرآن کریم کی تمام دعائیں جمع کیگئی ہیں۔ اور پھر ہر ایک دعا کے بعد اس کا ترجمہ اردو نظم میں کیا گیا ہے۔ کتاب واقعی قابل دید ہے۔ قیمت فی جلد ۲ر ہے

سی حرفی احمدی۔ (مصنفہ فضلدین) یہ ایک بیس صفحہ کی ۲۰ × ۲۶ تقطیع کی پنجابی نظم ہے جسمیں مسیح موعود کی تعریف کیگئی ہے۔ پنجابیوں کے لئے بہت مفید ہے۔ کیونکہ انکی مادری زبان ہے۔ اور مادری زبان سے ہر ایک کو دلچسپی ہوتی ہے۔ قیمت فیجلد ۱ر ہے

گلدستہ احمدی۔ یہ بھی ایک چھوٹی سی پنجابی نظم حضرت مسیح موعود کی تعریف میں ہے آٹھ صفحے کی کتاب قیمت فی جلد ۱ر

اظہار الحق۔ یہ بھی ایک پنجابی نظم حضرت مسیح موعود کی تعریف میں ہے۔ کتاب چھوٹی تقطیع پر ۳۲ صفحہ کی ہے قیمت فی جلد ۱ر

خزینۃ المعارف۔ اس کتاب میں حکیم فضلدین صاحب نے حضرت اقدس کی کتابوں میں سے تفسیر فاتحہ نکالکر درج کی ہے۔ کتاب قابل دید ہے۔ اسکی قیمت فیجلد ۵ر ہے۔

سیف حق (مصنفہ میاں محمد چراغ صاحب احمدی) ۴۴ صفحے کی کتاب پنجابی نظم ہے کتاب قابل دید ہے۔ قیمت فی جلد ۲ر ہے۔

نوٹ۔ یہ تمام کتابیں سید عبد المحیی صاحب عرب قادیان سے ملسکتی ہیں